(او۲) ان تینوں آراء اور ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر سے متعلق حضرت والا دامت برکاتہم کے مؤقف کی مزید تفصیلی وضاحت کے لئے حضرت والا دامت برکاتہم العالیہ کا مصدقہ درج ذیل فتوی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ جناب مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی!

بعد سلام عرض یہ ہے کہ جاندار کی تصویر کی حرمت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، لیکن اس دور میں ڈیجیٹل نظام کے تحت جو مناظر کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہوتے ہیں، کیا شرعی نقطۂ نگاہ سے وہ بھی تصاویر کے حکم میں ہیں اور حرام ہیں؟ خیال رہے کہ بعض اہلِ علم حضرات ان مناظر کو عکس قرار دیتے ہیں یا عکس کے مشابہ فرماتے ہیں اور تصویر ہونے کا انکار کرتے ہیں، جبکہ بعض اہلِ علم انہیں تصاویر قرار دیتے ہیں، نیز ٹی وی چینل میں علماءِ کرام کے آنے اور دینی مسائل یا دین کی تبلیغ کرنے کے بارے میں بھی علماءِ کرام کی متضاد آراء سامنے آرہی ہیں، اس لئے آپ حضرات سے گزارش یہ ہے کہ ہمیں ان مسائل کے بارے میں یہ بتائیں کہ راجح کیا ہے؟ اور جامعہ دارالعلوم کراچی کا مؤقف کیا ہے؟

(جاری ہے......)

خلاصہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل مناظر اور ٹی وی کے بارے میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے مؤقف سے ہمیں تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ وقار احمد

جواب:۔ الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على سيدنا وشفيعنا محمد وآله وصحبه أجمعين أما بعد!

درج ذیل تین عنوانات پر شرعی نقطۂ نگاہ سے مفصل کلام کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل مناظر اور ٹیلی ویژن کی شرعی حیثیت کے بارے میں جامعہ دارالعلوم کراچی کا مؤقف اور مفصل فتویٰ

(۱)... جاندار کی تصویر کے بارے میں فقہاء کرام کی آراء۔

(۲)... ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ ڈسک یا سی ڈی میں حاصل شدہ مناظر کی حقیقت

(۳)... دورِ حاضر میں ٹی وی کے استعمال کا شرعی حکم۔

(۱)... جاندار کی تصویر کے بارے میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کی آراء

جاندار کی تصویر بنانا اور استعمال کرنا حرام ہے، یہ حکم بہت سی احادیث صحیحہ، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال اور ان کے عمل سے ثابت ہے، اس لئے بلاضرورتِ شدیدہ جاندار کی تصویر کے حرام ہونے پر چاروں اماموں سمیت فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے، کسی کو اس سے اختلاف نہیں۔ ہاں آگے چل کر چند تفصیلات میں فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

فقہاء کرام کی آراء کو مختصراً اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اگر تصویر مجسموں کی شکل میں ہو اور اس کے وہ تمام اعضاء موجود ہوں جن پر زندگی کا انحصار ہوتا ہے، نیز وہ تصویر بہت چھوٹی بھی نہ ہو اور گڑیوں کی قسم سے بھی نہ ہو تو اس کے حرام ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے، یعنی اس کا بنانا اور استعمال کرنا بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

لیکن اگر تصویر مجسموں کی شکل میں نہ ہو بلکہ وہ کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر اس طرح بنی ہوئی ہو کہ اس کا سایہ نہ پڑتا ہو تو اس کے بارے میں ائمۂ کرامؒ کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف اس میں بھی یہی ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے، البتہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایسی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دونوں روایتیں منقول ہیں، اس لئے علماء مالکیہ کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

مالکی مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ کے اکثر علماء ان تصاویر کو بھی ناجائز کہتے ہیں، اور اگر یہ تصویر موضع امتہان میں ہو یعنی ایسی جگہ ہو جس سے اس کی توہین ہو رہی ہو تو اس کا استعمال مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے، جبکہ بعض مالکیہ ایسی تصویر کو بغیر کسی کراہت کے مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں، خواہ وہ موضع امتہان میں ہو یا نہ ہو۔ مالکیہ میں سے جو حضرات ان تصاویر کے جائز ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں، ان میں بہت سے بڑے بڑے محققین علماء بھی شامل ہیں، مثلاً علامہ ابن القاسم مالکی رحمہ اللہ، علامہ دردیر مالکی رحمہ اللہ، علامہ ابی مالکی رحمہ اللہ، علامہ ابوعبداللہ مواق رحمہ اللہ اور علامہ محمد العلیش المالکی رحمہ اللہ وغیرہ جلیل القدر محققین قابل ذکر ہیں۔ (جاری ہے.....)

حنابلہ کے ہاں بھی کپڑے یا پردے پر بنی ہوئی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دونوں روایتیں موجود ہیں، مذہب حنابلہ کے جلیل القدر ترجمان علامہ ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ نے "المغنی" میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں حنابلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ان کے ہاں کپڑے پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں، علامہ ابو الحسن علی بن سلیمان المرداوی رحمہ اللہ اور علامہ شیخ ابن عقیل وغیرہ علماء حنابلہ کی روایت کے مطابق بھی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک دیوار اور پردے پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں ہے، علامہ ابن حمدان حنبلی رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی ایسی تصویر کے جواز ہی کا ہے۔

نیز مالکی و حنبلی مذہب کے علاوہ بھی بعض سلف مثلاً حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (جن کا شمار فقہاء مدینہ میں سے ہوتا ہے) سمیت بعض صحابہؓ وتابعینؒ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ حضرات بھی سایہ والی اور غیر سایہ والی تصویر میں فرق کرتے ہیں، سایہ دار تصاویر کو ناجائز اور غیر سایہ دار تصاویر کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسی لئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علامہ نووی رحمہ اللہ کی اس بات کو محل نظر قرار دیا ہے جس میں انہوں نے اس مسلک کو نقل کر کے اسے مذہب باطل قرار دیا تھا۔

"قلت: المذهب المذكور نقله ابن أبي شيبة عن القاسم بن محمد بسند صحيح و لفظه عن ابن عون قال: دخلت على القاسم و هو بأعلى مكة في بيته فرأيت في بيته حجلة فيها تصاوير القندس والعنقاء ففي إطلاق كونه مذهبا باطلا نظر)

(درج بالا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾ المدونة الكبرى (۱/۹۰) دار الفكر بيروت ﴿۲﴾ الشرح الكبير للدردير مع حاشية الدسوقي (۲۰۱/۳) و (۳۳۷/۲) ﴿۳﴾ الشرح الصغير للدردير مع حاشية الصاوي (۳۰۴/۱) و (۵۰۱/۲) ﴿۴﴾ شرح الخرشي على مختصر العلامة خليل (۳۰۲/۳) باب الوليمة. ﴿۵﴾ شرح منح الجليل على مختصر العلامة خليل (۱۶۷/۳) ﴿۶﴾ شرح الزرقاني على مختصر العلامة خليل (۵۳/۴) ﴿۷﴾ المغني لابن قدامة (۲۱۵/۷) و (۲۰۱/۱۰) ﴿۸﴾ كشاف القناع للبهوتي (۱۱۹/۵) ﴿۹﴾ نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (۳۶۹/۶) ﴿۱۰﴾ حاشية البجيرمي على الخطيب (۳۹۰/۳) ﴿۱۱﴾ فتح الجواد لابن حجر (۱۲۷/۲) ﴿۱۲﴾ حاشية القليوبي (۲۹۷/۳) ﴿۱۳﴾ شرح مسلم لأبي (۳۹۳/۵) ﴿۱۴﴾ شرح الزرقاني على الموطأ (۳۶۷/۴) ﴿۱۵﴾ فتح الباري لابن حجر (۳۸۸/۱۰) و (۳۸۳/۱۰) ﴿۱۶﴾ الإنصاف للمرداوي (۱/۴۷۳) ﴿۱۷﴾ التمهيد لابن عبدالبر (۱/۳۰۱) ﴿۱۸﴾ التاج والإكليل للمواق بهامش مواهب الجليل (۴/۴) ﴿۱۹﴾ جواهر الإكليل للأبي (۱/۳۲۳) فصل الوليمة ﴿۲۰﴾ المبدع (۱/۳۷۷) ﴿۲۱﴾ الموسوعة الفقهية (۱۲/۱۰۱) اصلاح تصویر۔)

(جاری ہے ــــ)

ZONG ufone 7:02 70%
FATAWA_USM...

فوٹوگرافی کی تصویر

خیال رہے کہ تصویر کی ایک تیسری قسم فوٹوگرافی (صور شمسیہ) کی تصویر بھی ہے جو درج بالا دونوں صورتوں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ وہ ہاتھ سے نہیں، بلکہ کیمرہ سے بنائی جاتی ہے اور بعینہ اصل کے مطابق ہوتی ہے، اس فرق کی وجہ سے دورِ حاضر کے بہت سے حضرات فوٹوگرافی کی تصویر کو یا تو تصویر ہی نہیں مانتے، یا ایسی تصویر کو جائز سمجھتے ہیں، عرب علماء میں سے بعض اہم علماء نے بھی فوٹوگرافی کی تصویر کو تصویر کے حکم سے خارج قرار دیا ہے، اس موقف میں الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین، شیخ سالوس، شیخ احمد الخطیب، استاذ احمد محمد جمال، فضیلۃ الامام المرحوم محمد الخضر حسین شیخ الازہر، الشیخ حسنین محمد مخلوف مفتی مصر، شیخ محمد نجیب المطیعی، شیخ محمد متولی الشعراوی اور شیخ سید سابق وغیرہم شامل ہیں۔

چنانچہ شیخ سید اپنی کتاب "فقہ السنۃ" جلد ۲ صفحہ ۵۸ میں لکھتے ہیں کہ وہ تصاویر جن کا سایہ نہیں ہوتا جیسے دیوار اور کرسی پر نقش تصاویر اور وہ تصویریں جو ملبوسات اور پردوں میں پائی جاتی ہیں اور فوٹوگرافی کی تصویریں، تو یہ سب جائز ہیں۔

کل ما سبق ذکرہ خاص بالصور المجسمة التی لها ظل أما الصور التی لا ظل لها کالنقوش فی الحوائط و علی الورق والصور التی توجد فی الملابس والستور والصور الفوتو غرافیة فهذه کلها جائزة"

انہی حضرات میں علامہ شیخ محمد بخیت مفتی مصر رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے اس موضوع پر "الجواب الشافی فی إباحة التصویر الفوتو غرافی" کے نام سے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے، ان کا موقف یہ ہے کہ فوٹوگرافی درحقیقت تصویر سازی میں داخل ہی نہیں ہے، بلکہ یہ محض اصل کے عکس کو محفوظ کرنا ہے جو کہ اس تصویر کے حکم میں داخل نہیں ہے جو شرعاً حرام ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر یوسف القرضاوی حفظہ اللہ تعالیٰ بھی فوٹوگرافی کی تصویر کو حرام تصویر سے خارج سمجھتے ہیں، چنانچہ موصوف اپنی مشہور و معروف کتاب "الحلال والحرام فی الإسلام" صفحہ ۱۱۲ پر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فوٹوگرافی کی تصویر کا مباح ہونا ہی روح شریعت کے زیادہ قریب ہے یا زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ ہے۔

"أما تصویر اللوحات و تصویر الفوتوغرافی فقد قدمنا أن الأقرب إلی روح الشریعة فیهما هو الإباحة الخ)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں: ﴿۱﴾ الجواب الشافی فی إباحة التصویر الفوتو غرافی (ص: ۲۰) ﴿۲﴾ الحلال والحرام للشیخ القرضاوی (ص: ۱۱۲) ﴿۳﴾ حکم الإسلام فی الصور والتصویر (ص: ۳۹) ﴿۴﴾ أحکام التصویر فی الفقه الإسلامی لمحمد بن أحمد علی واصل (ص: ۳۲۸ تا ۳۳۶)

لیکن محققین علماء کی اکثریت نے فوٹوگرافی کی تصویر کو بھی اس تصویر کے حکم میں داخل کیا ہے جو شرعاً حرام ہے، برصغیر کے تقریباً تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فوٹوگرافی کی تصویر اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر کے ناجائز ہونے میں کوئی فرق نہیں، برصغیر کے تقریباً تمام دارالافتاء یہی فتویٰ دے رہے ہیں کہ بلا ضرورتِ شدیدہ و حاجتِ عامہ کے مواقع کے علاوہ جاندار کی تصویر ناجائز ہے۔

(جاری ہے ـــــ)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سمیت تمام دارالافتاؤں کا موقف اب بھی یہی ہے کہ تصویر بنانا صرف یہی نہیں ہے کہ تصویر قلم، پینٹ یا رنگ وروغن سے کاغذ، کپڑے، دھات یا دیوار وغیرہ پر ہاتھوں سے بنائی جائے یا مجسموں کی صورت میں پتھر وغیرہ کا بت تراشا جائے، بلکہ وہ تمام صورتیں تصویر بنانے میں داخل ہیں، جن کے ذریعہ کسی جاندار کی واضح اور بالکل ظاہر شکل وصورت کو کاغذ، دھات یا کپڑے یا اس جیسی کسی دوسری چیز پر اس طرح بنا دیا جائے (خواہ یہ شکل وصورت اس چیز پر تھوڑی سی دیر کے لئے ہی بنادی جائے) کہ یہ شکل وصورت اس چیز پر قائم اور منقش ہو جائے، خواہ پرانے آلات کے ذریعے سے یہ کام انجام دیا جائے یا نئے آلات کے ذریعہ، بلکہ کسی جاندار کے اصل عکس یا سائے کو بھی اگر جاندار کی واضح اور بالکل ظاہر شکل وصورت میں کسی نئے سے نئے آلے کی مدد سے یا کسی کیمیکل وغیرہ سے کسی چیز پر قائم کر دیا جائے تو وہ بھی حرام تصویر ہے، اور اس کا بنانا بھی تصویر بنانا ہے، مثلاً سادہ کیمرے کے نیگیٹو پر بنائی گئی تصویر یا فوٹوگرافی کی تصویر، اس لئے ہمارے نزدیک فوٹوگرافی کو تصویر سازی سے الگ سمجھنا یا فوٹوگرافی کے ذریعہ حاصل شدہ تصاویر کو تصویر قرار نہ دینا درست نہیں۔ (ملاحظہ ہو: تکملہ فتح الملہم: ۱۶۳،۱۶۴/۴)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصویر کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ ''تصویر کے شرعی احکام'' تصنیف فرمایا، جس میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی دلائل سے واضح فرمایا کہ تصویر چاہے ہاتھ سے بنائی جائے یا جدید آلات سے، وہ تصویر ہی ہے، آلات کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

فوٹوگرافی کی تصویر اور ڈیجیٹل منظر میں فرق

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اکابر فوٹوگرافی کی تصویر کو بھی حقیقی تصویر قرار دیتے ہیں، کیونکہ تصویر حقیقت میں کسی چیز کا پائیدار اور قائم نقش ہوتا ہے، یعنی وہ کسی چیز پر اس طرح پائیدار اور قائم ہوتی ہے کہ وہاں اسے قرار وثبات حاصل ہوتا ہے، یہی پائیداری یا قیام ایک حقیقی تصویر کی بنیادی خصوصیت اور تصویر وعدم تصویر کے درمیان حد فاصل ہے۔ یعنی تصویر کی یہی خصوصیت حقیقی تصویر اور مجازی تصویر (مثلاً عکس، سایہ یا خیالی تصویر) میں نشان امتیاز ہے کہ اگر جاندار کی شکل وصورت کسی چیز پر پائیدار وقائم (Paint) ہوگئی ہو تو حقیقی تصویر ہے اور حرام تصویر کے حکم میں ہے، لیکن اگر اس کی شکل وصورت وہاں قائم وپائیدار نہیں ہوئی تو شرعی نقطہ نگاہ سے وہ حقیقی تصویر یا حرام تصویر کے حکم میں نہیں ہے، کیونکہ حقیقی تصویر کی بنیادی شرط قیام واستقرار اس میں مفقود ہے، ہاں اگر کوئی مجازاً اس پر تصویر کا اطلاق کرے تو اس کی وجہ سے اس کو حرام تصویر میں داخل نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ عکس یا خیالی تصویر وغیرہ پر مجازاً تصویر کا اطلاق کر لیا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود شرعاً ان پر حرام تصویر کا حکم نہیں لگایا جاتا ہے۔

فوٹوگرافی کی تصویر میں چونکہ حقیقی تصویر کی بنیادی خصوصیت (یعنی کسی سطح پر قائم وپائیدار ہونا) موجود ہوتی ہے، اس لئے سادہ کیمرہ (Non-digital camera) سے جاندار کی جو تصاویر بنائی جاتی ہیں، وہ حرام تصویر کے حکم میں ہیں، کیونکہ سادہ کیمرہ سے بنائی جانے والی تصاویر خواہ نیگیٹو میں ہوں یا کسی کاغذ وغیرہ پر،

(جاری ہے۔۔۔)

بہرصورت وہ ان جاندار کی شکل وصورت میں وہاں برقرار اور قائم ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف ڈیجیٹل کیمرے سے حاصل شدہ منظر جب تک کاغذ وغیرہ پر اس کا پرنٹ نہ لیا جائے تو اسکرین کی حد تک وہ کہیں بھی تصویر کی شکل میں منقش اور قائم نہیں ہوتی، کیونکہ ڈیجیٹل مناظر جب سی ڈی یا چپ میں محفوظ ہوتے ہیں تو چند شعاعی اعداد وشمار کی شکل میں اس طرح محفوظ ہوتے ہیں کہ نہ کھلی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی خوردبین وغیرہ کے ذریعے ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں، کیونکہ وہ تصویر کی شکل میں وہاں موجود ہی نہیں ہوتے، پھر جب سی ڈی وغیرہ سے انہیں اسکرین یا پردہ پر ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ بھی روشنی کے ناپائیدار شعاعی ذرات (Pixels) ناپائیدار شکل میں اسکرین پر ظاہر ہوکر فوراً ہی فنا ہوجاتے ہیں، ایک لمحہ کے لئے بھی یہ ذرات اسکرین وغیرہ پر قائم وثابت نہیں ہوتے۔ (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) اس لئے تصویر کی بنیادی شرط (استقرار اور قیام) یہاں مفقود ہے، لہٰذا سادہ کیمرہ کی تصویر بلاشبہ حرام تصویر کے حکم میں ہے اور ڈیجیٹل کیمرہ کا منظر حرام تصویر کے حکم میں نہیں ہے، ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نمودار ہونے والی شکل وصورت اور سادہ کیمرہ کے ذریعہ ریل میں حاصل شدہ فلم یا کاغذ وغیرہ پر پرنٹ شدہ تصویر کے درمیان پائے جانے والے اس فرق کو ماہرین فن نے بھی اپنی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، یہاں بطورِ نمونہ دو مثالیں ملاحظہ ہوں: کمپیوٹر کی دنیا کا ایک معروف مصنف مارشل برین نے اپنی کتاب "HOW STUFF WORKS" میں سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ حاصل کردہ عکس کے درمیان کے فرق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا:

Marshal Brain Writes:

HOW DIGITAL CAMERAS WORK ?

A digital camera, a camcorder and a webcam, all work about the same way. they turn light into electrical signal and record it. In a digital camera, the signals are recorded in flash memory or on a disk. in a camcorder, the signals are recorded on video tape at 30 frames per second. In a webcam, they are recorded in a file for a web page.

At it's most basic level a digital camera is a device that measures light bouncing off objects and converts this information into a digital file in some standard format. Most digital cameras produced JPEG or TIFF files by taking the following steps:

(1) Focus the light from the scence onto a sensor.

(2) Convert the measured light on the sensor into an electrical charge.

(3) Convert this analog information into a digital form.

(4) Save the digital information in the proper file format.

(جاری ہے ــــ)

Light capture:

A digital camera focuses light the same way a film camera does with a series of lenses.

But whereas a film camera uses chemically treated celluloid to capture an image, a digital camera focuses light onto an electronic image sensor instead.

The standard sensor technology for most digital cameras is a charge coupled-device (CCD). the CCD is a collection of tiny light sensitive diodes (called photosites), which convert photons (that is, light), into electrons. Each photosite is sensitive to light the brighter that hits a single photosite, the greater the electrical charge that accumulates at that site.

The number of photosite on a CCD determines its maximum resolution.

ترجمہ: ڈیجیٹل کیمرے کس طرح کام کرتے ہیں:

ایک ڈیجیٹل کیمرا، کیمکارڈر یا ویب کیم سب ایک ہی طرح سے کام کرتے ہیں، یہ روشنی کو برقی سگنلز (ذرات) میں تبدیل کرکے ان کو ریکارڈ کرتے ہیں، ایک ڈیجیٹل کیمرا میں برقی ذرات "Flash memory" (فوری یادداشت) یا ڈسک (یعنی سی ڈی، فلاپی یا ہارڈ ڈسک وغیرہ) پر ریکارڈ ہوتے ہیں، کیمکارڈر میں برقی ذرات کو ۳۰ فریم فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ویڈیو ٹیپ پر ریکارڈ کیا جاتا ہے، جبکہ ایک ویب کیم میں وہ ایک فائل میں ویب پیج کے واسطے ریکارڈ ہو جاتے ہیں۔

اگر ہم بہت ہی بنیادی سطح پر جا کر دیکھیں تو ڈیجیٹل کیمرا ایک ایسا آلہ ہے جو اشیاء سے منعکس ہوکر آنے والی روشنی کو ماپتا ہے اور ان معلومات کو ایک طے شدہ اسلوب (یعنی معیاری برقی اعداد و شمار کی شکل) میں تبدیل کرکے ایک ڈیجیٹل فائل میں منتقل کرتا ہے۔ زیادہ تر ڈیجیٹل کیمرے JPEG یا TIFF فائل کو درج ذیل مدارج سے گزرتے ہوئے بناتے ہیں:

(۱)... روشنی کو کسی منظر سے حساس چپ (Sensor) پر مرکوز کرنا۔

(۲)... حساس چپ (sensor) پر مرکوز اور پیمائش شدہ روشنی کو برقی اشاروں میں تبدیل کرنا۔

(۳)... مسلسل معلومات (analog information) کو ڈیجیٹل معلومات (شماریاتی اعداد و شمار کی شکل) میں تبدیل کرنا۔

(۴)... حاصل شدہ ڈیجیٹل معلومات کو شماریاتی اعداد و شمار کی شکل میں مناسب طور پر ذخیرہ کرنا۔

روشنی کا احاطہ

ایک ڈیجیٹل کیمرا روشنی کو اس طرح مرکوز کرتا ہے جس طرح ایک فلم کیمرا کرتا ہے یعنی بہت سے لگاتار عدسوں کی مدد سے، لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک فلم کیمرا عکس کو پکڑنے اور گھیرنے کے لئے کیمیکل طریق کار کو استعمال کرتا ہے اور کیمیائی طور پر تیار شدہ فلم (سیلولائڈ) پر عکس کو پکڑ لیتا ہے، (جاری ہے.....)

جبکہ ڈیجیٹل کیمرا (جس میں فلم نہیں ہوتی ہے اور نہ نفس عکس کسی چپ وغیرہ میں مقید ومحفوظ ہوسکتا ہے، اس لئے ڈیجیٹل کیمرا عکس کو تھیر کر پکڑنے کے بجائے) روشنی کو ایک حساس آلہ (Sensor) پر مرکوز کرتا ہے، (عکس کو سینس کرنے والا یہ آلہ عکس کی تفصیل کو پڑھتا ہے اور اس کے مطابق معلومات کو شعاعی اعداد وشمار "٠،١" کی شکل میں سی ڈی وغیرہ میں ریکارڈ کرتا ہے) زیادہ تر ڈیجیٹل کیمروں میں (عکس بندی کے لئے) معیاری حساس ٹیکنالوجی (CCD) یعنی charge coupled-device استعمال کی جاتی ہے، (CCD) روشنی سے متاثر ہونے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے حساس ذرات (Diodes) کا مجموعہ ہوتا ہے جو روشنی کو برقی رو میں تبدیل کرتا ہے، ہر ذرہ (Diode) روشنی کے معاملہ میں انتہائی حساس ہوتا ہے اور جتنی زیادہ تیز روشنی کسی ذرہ پر پڑتی ہے اتنا ہی زیادہ برقی چارج اس پر جمع ہوتا ہے، CCD پر (Diodes) کی تعداد سے اس جگہ کے روشن ہونے کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے، اور اسی سے اس کے زیادہ سے زیادہ ریزولیشن (Resolution) کا تعین ہوتا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین (Marshal Brain) کی کتاب HOW STUFF WORKS صفحہ نمبر ۱۸۲)

نیز "Wikipedia encyclopedia" میں ہے:

When you work with bitmap images like digital photographs, you work with pixels. A pixel (short for "picture element") is the smallest unit in a computer image or display. Every image on your computer is made up of a colored grid of pixels.

Your digital camera records pixels, your scanner converts physical images into pixels, your photo editing software manipulates pixels, your computer monitor displays pixels, and your printer paints pixels onto paper.

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: "وکی پیڈیا انسائیکلوپیڈیا" عنوان (Understanding resolution)

ترجمہ: جب آپ ڈیجیٹل عکس پر کام کرتے ہیں مثلاً ڈیجیٹل فوٹوگرافی پر تو آپ دراصل پکسل (Pixels) کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں، پکسل (یا "Picture element") کسی کمپیوٹر کے مناظر یا عکس کی انتہائی چھوٹی اکائی ہے، آپ کے کمپیوٹر اسکرین پر جو بھی عکس نظر آتا ہے وہ پکسل کے رنگین برقی رو کا مجموعہ ہے، آپ کا ڈیجیٹل کیمرا پکسلز (Pixels) کو محفوظ (Record) کرتا ہے، آپ کا Scanner (اسکینر) کسی چیز پر طبعی طور پر قائم و پائیدار عکس کو پکسل میں منتقل کرتا ہے، آپ کا photo editing software (فوٹو قطع و برید کرکے ترتیب دینے والا سافٹ ویئر) پکسل کو سلیقے سے ترتیب دیتا ہے، آپ کا computer monitor (کمپیوٹر اسکرین) پکسلز کو کمپیوٹر اسکرین پر رونما اور ظاہر کرتا ہے، جبکہ آپ کا printer (پرنٹر) ان پکسلز کو کاغذ پر paint (رنگ وروغن سے پائیدار) کرکے تصویر بنا دیتا ہے۔

(جاری ہے.....)

[redacted]

(۲)... ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ ڈسک یا سی ڈی میں حاصل شدہ مناظر کی حقیقت

یہ بات کافی عرصہ سے زیر بحث ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے طریق کار کے ذریعہ جو شکل وصورت اور مناظر کمپیوٹر ڈسک یا سی ڈی، ویڈیو کیسٹ اور ڈیجیٹل کیمرہ میں ضبط (محفوظ) کر کے کیمرہ اسکرین، مانیٹر اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ نشر کئے جاتے ہیں اور اسکرین پر نظر آتے ہیں، آیا وہ بھی ناجائز تصویر کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟

آج سے تقریباً چودہ، پندرہ سال پہلے "صحیح مسلم" کی شرح "تکملۃ فتح الملہم" میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ ڈیجیٹل سسٹم کے یہ مناظر کسی کاغذ وغیرہ میں پرنٹ ہونے سے پہلے تصویر کی شکل میں کہیں بھی موجود اور ثابت نہیں ہوتے، اس لئے ان کو ناجائز تصویر کہنا بہت مشکل ہے، اور محل نظر ہے، اس لئے کتاب میں اہل علم حضرات کو دعوت دی گئی تھی کہ اس معاملہ کی مزید تحقیق کی جائے، تاکہ شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کا حکم شرعی واضح طور پر متعین کیا جاسکے۔

جامعہ دارالعلوم کراچی میں چونکہ اس بارے میں بہت زیادہ سوالات آتے رہے، اس لئے اس مسئلہ پر غور کا سلسلہ جاری رہا، اس مقصد کے لئے شرعی دلائل کی تحقیق کے علاوہ ماہرین فن سے بھی معلومات حاصل کی گئیں، اور ان کی باتوں کو شرعی دلائل پر پرکھنے کی کوشش کی جاتی رہی۔

اس سلسلہ میں تقریباً تین چار سال پہلے "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی" کے مشہور مدارس کے مفتیان کرام کا اجتماع ہوا، جس کا پہلا اجلاس ۲۳ رمحرم الحرام ۱۴۲۵ھ کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں ہوا اور دوسری نشست جامعہ ہی میں ۱۶ رصفر ۱۴۲۵ھ کو ہوئی، پھر اسی مجلس نے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی، جس کے ایک سے زائد اجلاس منعقد ہوئے اور کمیٹی کے حضرات کی طرف سے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر دس سے زیادہ تحقیقی مضامین اور مقالے پیش کئے گئے جو اس موضوع پر جمع کئے جانے والے دوسرے فقہی مقالات ومضامین کے علاوہ تھے۔

مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی کے اراکین اور ذیلی کمیٹی کے شرکاء مفتیان کرام کی طرف سے جاری شدہ قرارداد کی رو سے حضرات مفتیان کرام کا اس بات پر تقریباً اتفاق رہا کہ ڈیجیٹل طریق کار کے تحت دور حاضر کے وسائل نشر واشاعت کو دشمنان اسلام کے غیر معمولی اور مسلسل حملوں کے دفاع کے لئے استعمال کرنا ناگزیر ہوگیا ہے اور اس کی اجازت ہونی چاہئے، مگر فقہی طور پر اس کو کس چیز میں داخل سمجھا جائے، اس بارے میں ان حضرات کی آراء مختلف تھیں، جیسا کہ "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی" کی قرارداد "متعلقہ مسئلہ ڈیجیٹل تصویر" کی تمہید میں ہے:

"مجلس تحقیق کے اراکین اور ذیلی کمیٹی کے شرکاء مفتیان کرام کا اس بات پر تقریباً اتفاق رہا کہ ڈیجیٹل طریق کار کے تحت دور حاضر کے وسائل نشر واشاعت کو دشمنان اسلام کے غیر معمولی اور پیہم حملوں کے دفاع کے لئے استعمال کرنا ناگزیر ہوگیا ہے اور اس کی اجازت ہونی چاہئے، مگر فقہی تکییف میں ان حضرات کی آراء مختلف تھیں، یہ آراء ان کے اہم مقالات میں بحمد اللہ منضبط طور پر موجود ہیں۔"

(جاری ہے.....)

اسی سلسلے کا ایک اہم اجتماع ۲ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مئی ۲۰۰۶ء کو دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی میں ہوا، جس میں اس موضوع پر اب تک ہونے والے کام کا جائزہ لیا گیا۔

اس اجتماع میں مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی کے اراکین کے علاوہ بھی کچھ دوسرے اہل علم حضرات شریک ہوئے، تقریباً پینتیس (۳۵) اہل فتویٰ حضرات علماء کرام نے اس اجتماع میں شرکت فرمائی، جن میں چند حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ادارہ	اسماء گرامی	نمبر شمار
رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۱
نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہم	۳
جامعہ اشرفیہ لاہور	حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہم	۴
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد	حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب مدظلہم	۵
جامعہ فاروقیہ کراچی	حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل صاحب مدظلہم	۶
دارالافتاء والارشاد کراچی	حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم	۷
جامعہ اشرف المدارس کراچی	حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہم	۸

اجتماع میں شریک ہونے والے حضرات مفتیان کرام کو غور وفکر کے بعد یہ بات طے کرنی تھی کہ الیکٹرونک میڈیا پر آنے والی شکلیں یعنی ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین، ڈیجیٹل کیمرہ اسکرین یا ٹیلی ویژن اسکرین پر جو شکلیں سامنے نظر آتے ہیں وہ شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟

چونکہ مسئلہ اجتہادی تھا جو اسی دور میں پیدا ہوا ہے اور اس کا کوئی حتمی اور قطعی حکم قرآن وحدیث میں نہیں ملتا، اس لئے اس کے بارے میں اجلاس میں شریک مفتیان کرام کسی ایک رائے پر متفق نہ ہوسکے، بلکہ ان کے درمیان تین مختلف رائیں سامنے آگئیں، چنانچہ اس اجلاس کے اختتام پر جو قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی، اس کے درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہوں:

(۱)...اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ڈیجیٹل الیکٹرونک میڈیا میں منظر کے تصویر ہونے یا نہ ہونے میں سے کوئی ایک پہلو قطعی نہیں ہے بلکہ مجتہد فیہ ہے اور اس میں علماء عصر کا اختلاف ہے۔

(۲)...اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ٹی وی بے شمار مفاسد پر مبنی ہے، اس لئے موجودہ حالات میں اس کو گھر میں رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

(۳)...الیکٹرانک میڈیا پر آنے والی شکل کے بارے میں تین طرح کی آراء سامنے ہیں:

(۱)...مطلق ممانعت، یعنی الیکٹرانک میڈیا کا استعمال ضرورت شرعیہ کے علاوہ جائز نہیں۔ (جاری ہے.....)

[redacted]

(۲)... الیکٹرونک میڈیا میں نظر آنے والی شکل تصویر کے حکم میں داخل نہیں، اس لئے اس کے استعمال کا جواز ہے، بشرطیکہ کوئی اور محظور شرعی نہ ہو۔

(۳)... صرف جنگی وجہادی ضروریات میں اس کے استعمال کی اجازت ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں: "قرارداد یں مجلس تحقیق مسائل حاضرہ، متعلقہ مسئلہ ڈیجیٹل تصویر" ۴ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مئی ۲۰۰۶ء)

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی کا موقف

ہمارے نزدیک دوسری رائے راجح ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والے جاندار مناظر نہ تو بعینہٖ تصاویر ہیں اور نہ ہی بعینہٖ عکس اور سایہ، سایہ نہ ہونا تو تقریباً متفق علیہ ہے اور واضح بات ہے، اس لئے یہاں تصاویر یا عکس نہ ہونے کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

(۱)... تصاویر اس لئے نہیں کہ کسی شبیہ وصورت پر حقیقی معنی میں تصویر کا اطلاق اسی وقت ہوتا ہے، جب وہ کسی چیز پر پائیدار شکل میں نقش ہو، جبکہ ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، فلاپی ڈسک، USB، کمپیوٹر ہارڈ ڈسک وغیرہ میں جو کچھ ڈیٹا (DATA) محفوظ ہوتا ہے، وہ ڈیجیٹل کیمرہ میں نصب آلات (C.C.D یا C.MOS chip) اور (Analog-to-Digitai converter) یعنی (A.D.C) کی مدد سے کسی عکس کی شعاعوں سے حاصل شدہ کچھ انفارمیشن اور معلومات ہوتی ہیں اور یہ معلومات بھی تصویری شکل میں وہاں محفوظ نہیں ہوتیں، بلکہ ڈیجیٹل اعداد وشمار (۰۱) کی شکل میں اس طرح محفوظ ہیں کہ نہ ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں، حتی کہ کسی خوردبین سے بھی ان کو دیکھا نہیں جاسکتا، بلکہ اگر کسی آلہ کی مدد سے یہ اعداد نظر بھی آجائیں تو یہ سمجھنا ممکن نہیں ہوتا کہ یہ اعداد کس چیز کی نمائندگی کررہے ہیں، لہٰذا ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں محفوظ شدہ اعداد وشمار کا تصویر نہ ہونا تو بالکل واضح ہے اور ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ کو چلانے کے بعد اسکرین وغیرہ پر جو کچھ نظر آرہا ہے وہ بھی تصویر اس لئے نہیں ہے کہ وہ درحقیقت روشنی کی شعاعیں (ریڈیائی سگنلز، Electron Beam/Electrical signals) ہیں جو ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں موجود ایک مخصوص آلہ (Device) یا مخصوص چپ (Analog converter to Digital) یعنی (A.D.C) کی مدد سے دیوار یا اسکرین وغیرہ پر ناپائیدار شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور فوراً فنا ہوجاتی ہیں، یعنی نقطوں کی شکل میں شعاعیں کیمرہ میں نصب آلہ (Device) سے نکل کر اسی وقت اسکرین وغیرہ پر ظاہر ہورہی ہیں اور اسی لمحہ فوراً فنا بھی ہورہی ہیں، یہ شعاعیں ایک لمحہ کے لئے بھی اسکرین یا پردہ وغیرہ پر برقرار نہیں رہتیں، بلکہ کمپیوٹر، ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں سے نکل کر ناپائیدار شکل میں اسکرین پر تیزی سے ظاہر ہورہی اور اسی لمحہ فنا ہورہی ہوتی ہیں، یہ مناظر کاغذ وغیرہ پر پرنٹ ہونے سے پہلے اسکرین کی حد تک پائیدار شکل میں کہیں بھی منقش اور ثابت نہیں ہوتے اور نہ انہیں کسی جگہ پر تصویری شکل میں قرار وثبات حاصل ہوتا ہے، اس لئے یہ مناظر تصویر کے حکم میں نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہو: ورشل برین کی کتاب سے ایک اقتباس:

(جاری ہے ......)

(۲)... الیکٹرونک میڈیا میں نظر آنے والی شکل تصویر کے حکم میں داخل نہیں، اس لئے اس کے استعمال کا جواز ہے، بشرطیکہ کوئی اور محظور شرعی نہ ہو۔

(۳)... صرف جنگی و جہادی ضروریات میں اس کے استعمال کی اجازت ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں: "قرارداد مجلس تحقیق مسائل حاضرہ، متعلقہ مسئلہ ڈیجیٹل تصویر" ۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مئی ۲۰۰۶ء)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا موقف

ہمارے نزدیک دوسری رائے راجح ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والے جاندار مناظر نہ تو بعینہ تصاویر ہیں اور نہ ہی بعینہ عکس اور سایہ، سایہ نہ ہونا تو تقریباً متفق علیہ ہے اور واضح بات ہے، اس لئے یہاں تصاویر یا عکس نہ ہونے کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

(۱)... تصاویر اس لئے نہیں کہ کسی شبیہ وصورت پر حقیقی معنی میں تصویر کا اطلاق اسی وقت ہوتا ہے، جب وہ کسی چیز پر پائیدار شکل میں نقش ہو، جبکہ ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، فلاپی ڈسک، USB، کمپیوٹر ہارڈ ڈسک وغیرہ میں جو کچھ ڈیٹا (DATA) محفوظ ہوتا ہے، وہ ڈیجیٹل کیمرہ میں نصب آلات (C.C.D یا C.MOS chip) اور (Analog-to-Digital converter) یعنی (A.D.C) کی مدد سے کسی عکس کی شعاعوں سے حاصل شدہ کچھ انفارمیشن اور معلومات ہوتی ہیں اور یہ معلومات بھی تصویری شکل میں وہاں محفوظ نہیں ہوتیں، بلکہ ڈیجیٹل اعداد وشمار (۰۱) کی شکل میں اس طرح محفوظ ہیں کہ نہ ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں، حتیٰ کہ کسی خوردبین سے بھی ان کو دیکھا نہیں جاسکتا، بلکہ اگر کسی آلہ کی مدد سے یہ اعداد نظر بھی آجائیں تو یہ سمجھنا ممکن نہیں ہوتا کہ یہ اعداد کس چیز کی نمائندگی کررہے ہیں، لہٰذا ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں محفوظ شدہ اعداد وشمار کا تصویر نہ ہونا تو بالکل واضح ہے اور ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ کو چلانے کے بعد اسکرین وغیرہ پر جو کچھ نظر آرہا ہے وہ بھی تصویر اس لئے نہیں ہے کہ وہ درحقیقت روشنی کی شعاعیں (ریڈیائی سگنلز، Electron Beam/Electrical signals) ہیں جو ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں موجود ایک مخصوص آلہ (Device) یا مخصوص چپ (Analog converter to Digital) یعنی (A.D.C) کی مدد سے دیوار یا اسکرین وغیرہ پر ناپائیدار شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور فوراً فنا ہوجاتی ہیں، یعنی نقطوں کی شکل میں شعاعیں کیمرہ میں نصب آلہ (Device) سے نکل کر اسی وقت اسکرین وغیرہ پر ظاہر ہورہی ہیں اور اسی لمحہ فوراً فنا بھی ہورہی ہیں، یہ شعاعیں ایک لمحہ کے لئے بھی اسکرین یا پردہ وغیرہ پر برقرار نہیں رہتیں، بلکہ کمپیوٹر، ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں سے نکل کر ناپائیدار شکل میں اسکرین پر تیزی سے ظاہر ہورہی اور اسی لمحہ فنا ہورہی ہوتی ہیں، یہ مناظر کاغذ وغیرہ پر پرنٹ ہونے سے پہلے اسکرین کی حد تک پائیدار شکل میں کہیں بھی منقش اور ثابت نہیں ہوتے اور نہ انہیں کسی جگہ پر تصویری شکل میں قرار وثبات حاصل ہوتا ہے، اس لئے یہ مناظر تصویر کے حکم میں نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہو: مارشل برین کی کتاب سے ایک اقتباس:

(جاری ہے.....)

The standard sensor technology for most digital cameras is a charge coupled-device (CCD). the CCD is a collection of tiny light sensitive diodes (called photosites), which convert photons (that is, light), into electrons. Each photosite is sensitive to light the brighter that hits a single photosite, the greater the electrical charge that accumulates at that site. The number of photosites on a CCD determines its maximum resolution. The next step is to read the value (that is the accumulated charge) of each cell in the image. In a CCD, the charge is actually transported across the chip and read at one corner of array. An analog to digital converter (ADC) turns each pixels value into a digital value. The ADC is a sophisticated piece of equipment, but the basic concept is very simple. Think of each photositeon the CCD as a bucket. Now think of the photons of light as raindrops. As the raindrops fall into the bucket, water accumulates (In reality, electrical charge accumulates). Some buckets have more water then others, representing brighter and darker section of images. The ADC measures the depth of water in each bucket one by one. Then it records this information as a binary value. Even the simplest digital images contain thousands of buckets, and the best digital camera has millions of photosite on CCD.

ترجمہ: زیادہ تر ڈیجیٹل کیمروں میں (عکس بندی کیلئے) معیاری حساس ٹیکنالوجی (CCD) یعنی charge coupled-device استعمال کی جاتی ہے۔ (CCD) روشنی سے متاثر ہونے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرات (Diodes) کا مجموعہ ہوتا ہے، جو روشنی کو برقی رو میں تبدیل کرتا ہے، ہر ذرہ (Diode) روشنی کے معاملہ میں انتہائی حساس ہوتا ہے اور جتنی زیادہ تیز روشنی کسی ذرہ پر پڑتی ہے، اتنا ہی زیادہ برقی چارج اس پر جمع ہوتا ہے۔ CCD پر (Diodes) کی تعداد سے اس چپ کے روشن ہونے کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے، اور اسی سے اس کے زیادہ سے زیادہ ریزولیشن (RESOLUTION) کا تعین ہوتا ہے۔

اس سے اگلا مرحلہ عکس میں موجود ہر ہر cell (برقی ذرہ) کی قدر کو پڑھنے کا ہوتا ہے یعنی جمع شدہ برقی ذرات کی مقدار کے تعین کا ہوتا ہے۔ CCD میں تمام چارج کو ایک چپ سے گزار کر اس کے دوسرے سرے پر جمع کیا جاتا ہے اور اس گوشہ میں موجود چارج کی مقدار کا تعین کیا جاتا ہے، (یہاں پر analog (مسلسل) کرنٹ کو digital (عددی) کرنٹ میں تبدیل کرنے کا آلہ (Converter) بھی نصب ہوتا ہے۔) analog-to- digital converter یعنی مسلسل کرنٹ کو عددی کرنٹ میں تبدیل کرنے والا آلہ (ADC) تمام Pixels (شعاعی ذرات) کی قدر کو ڈیجیٹل قدر میں تبدیل کرتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

ADCایک مصنوعی اور پیچیدہ پرزہ ہے، لیکن اس کا بنیادی تصور بہت سادہ ہے، CCDپر روشنی کو برقی سگنلز (اشاروں) میں تبدیل کرنے والے ڈایوڈز کو آپ ایک بالٹی سے تشبیہ دے سکتے ہیں اور اس پر پڑنے والی روشنی کی مقدار کو بارش کے قطروں سے، جونہی بارش ہوتی ہے مختلف جگہوں پر رکھی گئی بالٹیاں بلحاظ بارش پانی جمع کر لیتی ہیں، کچھ بالٹیوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ پانی ہوتا ہے، اسی طرح CCDمیں روشنی کی مقدار کم وزیادہ ہوتی ہے، جو عکس کے زیادہ روشن اور تاریک منظر کی عکاسی کرتا ہے۔ADC کے بعد دیگرے ہر بالٹی میں موجود پانی کی مقدار کو ماپتا ہے، پھر معلومات کو شعاعی اعداد و شمار (0.1) کی شکل میں ریکارڈ کر لیتا ہے، سادہ ترین ڈیجیٹل عکس (منظر) بھی اس قسم کی ہزاروں بالٹیوں پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ بہترین ڈیجیٹل کیمرہ وہ ہے جس میں CCDپر لاکھوں کی تعداد میں ڈایوڈز ہوں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین (Marshal Brain) کی کتاب:How Stuff Worksصفحہ نمبر ۱۸۲ تا ۱۸۴)

شعاعی منظر کی معلومات سی ڈی یا چپس وغیرہ میں اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح آڈیو کیسٹ میں مقناطیسی فیتے پر آوازوں کی صوتی لہریں محفوظ ہوتی ہیں، جنہیں ہم کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ہیں، تاہم بوقت ضرورت جب کہ ٹیپ ریکارڈر یا آڈیو مشین میں رکھ کر کیسٹ کو چلایا جاتا ہے تو خاص آلہ کی مدد سے صوتی لہریں نکل رہی ہوتی ہیں اور ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر میں موجود خاص آلہ سے ٹکرا کر سننے کے قابل ہو جاتی ہیں، لیکن ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر میں کہیں بھی قائم اور ثابت نہیں ہوتیں، بلکہ آلہ یا ٹیپ ریکارڈر وغیرہ بند ہوتے ہی جب لہروں کا یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو فوراً آواز بھی بند ہو جاتی ہے، جو کچھ ٹیپ ریکارڈر میں ہوتا ہے وہی کچھ یہاں بھی ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں سنائی دینے والی آوازیں صوتی لہروں سے پیدا ہوتی ہیں جو آڈیو مشین میں نصب آلہ کی مدد سے آڈیو کیسٹ سے اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ میں نصب خاص آلہ سے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہیں اور یہاں اسکرین پر نظر آنے والی شعاعیں بصری شعاعیں ہیں جو ہارڈ ڈسک، سی ڈی یا چپس میں محفوظ معلومات کی مدد سے ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں نصب آلہ کی مدد سے شعاعی لہروں کی شکل میں نکل کر ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل (تقریباً تین لاکھ کلومیٹر) فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی اسکرین پر ظاہر ہو رہی ہیں اور ساتھ ساتھ فوراً ہی فنا ہوتی جا رہی ہیں اور پیچھے سے اسی رفتار سے آنے والی نئی شعاعیں ان کی جگہ لیتی جا رہی ہیں اور اسی طرح فنا بھی ہوتی جا رہی ہیں، حتی کہ ان شعاعوں کا کوئی ایک ذرہ کسی ایک لمحہ کے لئے بھی اسکرین پر پائیدار یا قائم نہیں ہوتا ہے، اسکرین پر شعاعیں پڑنے اور فنا ہونے کا یہ عمل اس قدر تیزی کے ساتھ مسلسل ہو رہا ہوتا ہے کہ pixels1280 ×720(ذرات) پر مشتمل منظر ایک درمیانہ ریزولیشن والے مانیٹر (کمپیوٹر اسکرین) پر فی سیکنڈ ایک کروڑ ترانوے لاکھ نوے ہزار بائٹ (19390000) کے ساتھ (60) فریم بنتے اور ٹوٹتے ہیں (19.39Mbps) جو اسکرین پر نمودار ہونے والے اور فنا ہونے والے انہی شعاعی ذرات کے اربہا قصوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اسی تیز رفتاری کی وجہ سے متاثر اور شکلیں اسکرین پر حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

(جاری ہے……)

1-,,Light speed of 300,000 kilometers per second (186,000 miles per second),, (Britannica: V: 3P1)

2-The screen is refreshing at 60 frames per second. (How Stuff Works :page no .136)

3-480p-The picture is 704 ×480 pixels, sent at 60 complete frames per second.

720p-The picture is 1280 ×720 pixels,sent at 60 complete frames per second.

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین کی کتاب How Stuff Works صفحہ نمبر 136، 195)

الغرض ان شعاعی ذرات کے ظاہر ہونے اور فوراً ختم ہونے کو آنکھوں کے ذریعہ دیکھنا ہرگز ممکن نہ ہوتا، اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور فضل وعنایت سے قوت باصرہ میں قرار نظر (Persisttence of vision) کی طاقت نہ رکھتے۔ یہ تو رب کریم کا احسان ہے کہ اس نے آنکھوں میں یہ طاقت رکھ دی ہے کہ جب ہم کسی منظر کو ایک لمحہ کے لئے بھی دیکھتے ہیں تو اس کے مٹ جانے کے بعد بھی اس کا عکس ایک سیکنڈ کے سولہویں (۱/۱۶) حصے تک ہماری آنکھ میں باقی رہتا ہے اور منظر آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والی شکل میں تصویر کی بنیادی شرط ''استقرار وقائم ہونا'' موجود نہیں ہے، اس لئے یہ مناظر شرعاً تصویر میں داخل نہیں ہیں۔

ہمارے بہت سے اکابر رحمہم اللہ نے تصویر کی حقیقت اور تصویر وعکس کے درمیان فرق کی نشاندہی کرتے ہوئے قیام اور پائیداری کو حدِ فاصل اور معیار کے طور پر ذکر فرمایا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ العزیز ''تصویر کے شرعی احکام'' ص:۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

''واقعہ یہ ہے کہ ظل اور سایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا، بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے، جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے، جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوگیا، تو فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا، اس کو عکس اسی وقت تک کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ وروغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنادیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا، اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی۔'' (تصویر کے شرعی احکام ص:۵۱)

نیز امداد الاحکام جلد ۴ ص ۳۷۲ پر تصویر اور فوٹو کے متعلق ایک سوال کے جواب کے ضمن میں تصویر اور عکس کا فرق بیان کرتے ہوئے صاحب اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے بڑا فرق تو دونوں میں یہی ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار نہیں ہوتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے، پس وہ اسی وقت تک عکس ہے جب تک مسالہ سے اسے قائم نہ کیا جائے اور جب اس کو کسی طریقہ سے قائم اور پائیدار کرلیا جائے، وہی تصویر بن جاتا ہے۔''

(جاری ہے ۔۔۔)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۳۰۲ پر عکس اور تصویر میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تصویر و عکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے، اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہو جاتا ہے۔''

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ لاہور ''ٹی وی اسکرین'' پر براہِ راست آنے والی شکل کے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''تصویر عکس دائم کو کہتے ہیں، اسی لئے پانی میں اور شیشہ میں جو عکس نظر آئے، وہ تصویر نہیں اور یہاں جب تک مقرر بول رہا ہے، اس کا عکس سامنے ہے، جب وہ ہٹ جائے، یہ بھی ہٹ گیا، اس لئے تصویر ہی نہیں، ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں، وہ دکھائی جاری ہوں تو تصویر ہوں گی۔ (الاشرف جلد ۲ ش ۱۲ شعبان ۱۴۰۹ھ صفحہ ۲)

(۲)... یہ مناظر بعینہٖ عکس اس لئے نہیں کہ عکس درحقیقت ذوالعکس (یعنی جس کا عکس ہے اس) سے ٹکرا کر چمکتی (چمکی) سطح سے منعکس ہونے والی روشنی کا نام ہے، جبکہ یہاں اسکرین پر نظر آنے والی شعاعیں بعینہٖ وہ نہیں ہیں جو ذوالعکس سے ٹکرا کر منعکس ہوئی تھیں، لہٰذا یہ بعینہٖ عکس نہیں ہیں، البتہ ان کی مشابہت تصویر کے بہ نسبت عکس سے زیادہ ہے، کیونکہ ویڈیو کیسٹ، سی ڈی یا چپس میں محفوظ معلومات کے مطابق ڈیٹا کو پڑھنے والے آلہ کی مدد سے اسکرین پر ایک خاص تسلسل کے ساتھ ٹکرانے والی شعاعیں اسی طرح ہمیں اسکرین پر نظر آ رہی ہوتی ہیں جس طرح آئینہ میں عکس نظر آتا ہے، اس لئے کہ عکس میں بھی یہی ہوتا ہے کہ جب تک آئینے وغیرہ میں پیچھے سے شعاعیں آتی رہیں گی، اس وقت تک ہمیں عکس نظر آئے گا اور جب آئینہ پر شعاعیں پڑنا بند ہو جائیں گی تو اس میں عکس بھی نہیں بنے گا، خواہ آدمی اب بھی آئینہ کے سامنے ہو، مثلاً ظلمت اور اندھیریاں طاری ہو جائیں اور شعاعیں پیدا نہ ہوں تو آدمی اگرچہ آئینہ کے سامنے کھڑا ہے، لیکن اس کا عکس نہیں بنے گا، ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والے مناظر میں بھی یہی بات ہے کہ اسکرین پر جو کچھ نظر آ رہا ہے، وہ خالصۃً روشنی کی شعاعیں ہیں جو ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین سے نکل کر اسکرین سے ٹکرا رہی ہوتی ہیں اور مسلسل فنا ہو رہی ہیں اور جب تک یہ شعاعیں نکل کر اسکرین پر پڑنے اور اسی لمحہ فنا ہونے کا یہ عمل جاری ہے تو منظر اسکرین پر نظر آئے گا، لیکن جوں ہی شعاعیں نکلنا بند ہو جائیں گی، خواہ آلہ اور مشین بند ہونے کی وجہ سے یا بجلی منقطع ہونے کی وجہ سے، بہرحال منظر بھی فوراً غائب ہو جائے گا، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ بجلی کے بند ہونے کے بعد آخری منظر اسکرین پر پڑا رہ جائے، کیونکہ اسکرین پر نظر آنے والا منظر روشنی کی شعاعوں کے رحم و کرم پر تھا، اس لئے روشنی ختم تو منظر بھی غائب۔

اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر اگر غور کیا جائے تو یہ مناظر عکس کے قریب تر اور اس کے بہت مشابہ ہیں، پیچھے یہ بات وضاحت کے ساتھ آ چکی ہے کہ اکابر علماء کرام کی تحریرات کی رو سے کسی چیز کو تصویر اسی وقت کہا جائے گا جب اس کی واضح شکل و صورت کسی چیز پر قائم اور منقش ہو جائے،

(جاری ہے.....)

یا اس طرح تراشی گئی ہو کہ اس کی شکل وصورت کسی چیز پر ثبت وقائم ہو جائے، جبکہ یہاں یہ شعاعی ذرات و برقی اشارے کسی چیز پر منقش وقائم نہیں، اب اس منظر کا جب حقیقی تصویر سے موازنہ کیا جاتا ہے تو ان میں زیر بحث مناظر کی مشابہت تصویر کے ساتھ صرف اس قدر ہے کہ جس طرح حقیقی تصویر کی شکل وصورت اصل شے کی طرح ہے، اسی طرح یہ مناظر بھی دیکھنے میں اصل شے کی طرح ہوتے ہیں، نیز جس طرح حقیقی تصویر میں انسان کے صنع (عمل) کا دخل ہے،اسی طرح اس میں بھی انسان کے صنع کا دخل ہوتا ہے، لیکن حقیقی تصویر کے ساتھ اتنی مشابہت آئینہ میں نظر آنے والے عکس کو بھی ہے کہ دیکھنے میں اصل کی طرح نظر آتا ہے اور اس میں بھی انسان کے صنع کا دخل ہے کہ وہ باقاعدہ آئینہ کے سامنے آتا ہے یا باقاعدہ آئینہ لگا کر کسی جانب کے عکس کو دیکھا جاتا ہے، بلکہ آئینہ بنانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس میں عکس نظر آئے، جبکہ اس کے برعکس حقیقی تصویر کا بنیادی وصف یعنی قیام واستقرار اس میں موجود نہیں ہے، بلکہ بالکلیہ مفقود ہے، کیونکہ حقیقی تصویر کو اپنی ذات میں بقاء ہوتا ہے، جب تک کسی عمل کے ذریعے اس کو مٹا نہ دیا جائے، وہ باقی رہتی ہے، عکس اور حقیقی تصویر میں یہی چیز مابہ الفرق ہے، یعنی یہی پائیداری اور بقاء کا فرق عکس اور حقیقی تصویر کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے۔

(ڈیجیٹل مناظر کی حقیقت کی تفصیل اور اس بارے میں مفصل فنی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین (Marshal Brain) کی کتاب HOW STUFF WORKS: صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳، جو آسٹریلیا کے معروف ادارہ Wiley publishing pty Ltd کی شائع کردہ ہے۔)

ڈیجیٹل مناظر کی اسی حقیقت کے پیش نظر دور حاضر کے مسائل ووسائل پر گہری نظر رکھنے والے بہت سے محقق علماء کرام ڈیجیٹل مناظر کو تصویر کے بجائے عکس میں داخل کرتے ہیں، یعنی ڈیجیٹل نظام میں اسکرین پر نمودار ہونے والے یا ٹیلی ویژن میں نشر ہونے والے مناظر ان کے نزدیک اشبہ بالعکس (عکس کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والے) یا زیادہ سے زیادہ عکس ہیں نہ کہ تصاویر۔

مثلاً: جدید مسائل ووسائل پر گہری نظر رکھنے والی برصغیر کی معروف علمی شخصیت حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب مدظلہم اپنی کتاب "جدید مسائل کا شرعی حل" صفحہ ۱۵۷ میں لکھتے ہیں:

"ٹیلی ویژن پر جو کچھ نظر آتا ہے وہ دراصل بجلی اور مشین کے ذریعے لے کر دکھایا جانے والا عکس یا ظل (سایہ) ہے، لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہوگا، جو ان مناظر کا ہے جو ٹیلی ویژن پر پیش کئے گئے ہیں...... اگر ٹیلی ویژن پر براہ راست ایسے مناظر اور پروگرام پیش کئے جائیں جن کا بغیر ٹیلی ویژن کے بھی دیکھنا وسننا جائز ہے تو ایسے پروگراموں اور مناظر کا ٹیلی ویژن پر دیکھنا سننا بھی جائز ہوگا الخ۔

ہندوستان کے ایک محقق عالم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اپنی کتاب "جدید فقہی مسائل" صفحہ ۱۸۸ پر لکھتے ہیں:

(جاری ہے ــــ)

’’ٹی وی پر ذی روح کی تصویر اگر میگنیٹو لینے کے بعد اس کے ذریعے نشر کی جائیں، تب تو اس کا حکم تصویر کا ہے اور اگر براہ راست اس طرح ٹیلی کاسٹ کیا جائے کہ فلم بنائی ہی نہ جائے تو یہ عکس ہے اور اس وقت درست ہے، جب کسی خاتون کو سامنے نہ لایا جائے اور نہ غیر اخلاقی مقاصد کے لئے اس کا استعمال کیا جائے۔ ہٰذا ما عندی، واللہ اعلم۔

حضرت مولانا مفتی عبداللہ معروفی صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند ’’ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال‘‘ کے اہم موضوع پر اپنے مقالہ میں ٹی وی اسکرین پر نظر آنے والی شکل کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’ٹیلی ویژن پر جو صورت نظر آتی ہے وہ تصویر کے حکم میں نہیں، بلکہ وہ عکس ہے، لہٰذا اس پر تصویر کی حرمت والی روایتوں سے استدلال صحیح نہیں ہوگا۔‘‘

حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب مدظلہم جامعہ اسلامیہ فیصل آباد ’’اشرف التوضیح‘‘ جلد سوم صفحہ ۵۹۵ پر ’’ڈیجیٹل مناظر‘‘ کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’ویڈیو کیسٹ میں جو کچھ بھرا ہوا ہے، وہ تصویر نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں اعضاء متمیز نہیں اور اس کو چلا کر اسکرین پر جو کچھ نظر آ رہا ہے، وہ بھی تصویر نہیں، اس لئے کہ وہ شعاعوں کے ماتحت ہے، بلکہ یہ ہی وہ شعاعیں جو اس میں سے نکل کر اس پر پڑ رہی ہیں، لہٰذا اس کو دیکھنا تصویر کو دیکھنا نہیں کہلائے گا، بظاہر یہ نقطۂ نظر اس وجہ سے جو میں نے ذکر کی ہے، راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ نہ کیسٹ تصویر ہے اور نہ ہی اسکرین پر نظر آنے والا منظر تصویر ہے .... (الی قولہ) حاصل یہ نکلا کہ ویڈیو کیسٹ میں جو کچھ بھرا ہوا ہوتا ہے، وہ بھی تصویر نہیں اور اس کو چلاتے وقت جو کچھ اسکرین پر آتا ہے، وہ بھی تصویر نہیں۔

اب رہ گیا ٹی وی کا حکم، وہ تصویر ہے یا نہیں؟ تو بظاہر اسے بھی تصویر کہنا مشکل ہے، اس لئے کہ ٹی وی کے پروگرام عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو براہ راست پروگرام ہوتے ہیں یعنی لائیو براڈ کاسٹ ہوتی ہے اور دوسرے وہ پروگرام ہوتے ہیں جن کو ویڈیو کیمرے کے ذریعے پہلے محفوظ کیا جاتا ہے، پھر اسے دکھایا جاتا ہے، پہلی قسم کے پروگرام تو یقیناً عکس ہیں، اسلئے کہ ساتھ ساتھ ادھر وہ کام ہو رہا ہوتا ہے یا کوئی مقرر بول رہا ہے اور ساتھ ساتھ ہی اس کی تصویر دور دور تک پہنچ رہی ہے، اگر وہ کیمرے کے سامنے سے ہٹ جائے تو اس کی تصویر بھی ہٹ جائے گی، اور جو دوسری قسم کے پروگرام ہیں، ان کا حکم ظاہر ہے، ویڈیو والا ہوگا اور ویڈیو کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ وہ تصویر نہیں۔ البتہ ایک تیسری صورت ہو سکتی ہے، لیکن وہ آج کل عموماً استعمال نہیں ہوتی، لیکن اگر ہو تو وہ تصویر ہوگی اور وہ یہ ہے کہ فلم ہو، ویڈیو کی بجائے پرانے زمانے کی، جس طرح فلم ہوتی تھی کہ ایک لمبی سی ریل سی ہوتی تھی، اس پر چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوتی ہیں اور اسی کو چلایا جاتا ہے تو ایک تسلسل کے ساتھ وہ تصویریں بڑی ہو کر سامنے آجاتی ہیں اور وہ چونکہ چل رہی ہوتی ہیں ایک تصویر کے بعد دوسری تصویر اور دوسری تصویر کے بعد تیسری اور تسلسل کے ساتھ چل رہی ہوتی ہیں، اس لئے اسکرین پر محسوس ہوتا ہے کہ کوئی آدمی حرکت کر رہا ہے، وہ اگرچہ بہت چھوٹی ہوتی ہے، لیکن ہوتی وہ تصویر ہے، اس کو جب بڑا کیا جائے یا کسی خوردبین وغیرہ کے ساتھ دیکھا جائے تو وہ تصویر واضح طور پر نظر آئے گی

(جاری ہے ـــــ)

اور اس میں اعضاء کو الگ الگ طور پر تمیز کیا جا سکتا ہے، وہ تصویر ہے، اگرچہ اصل کے اعتبار سے وہ چھوٹی ہے، لیکن اسکرین پر دکھاتے وقت اس کو بڑا کرلیا جاتا ہے، وہ تصویر کے حکم میں ہے، لیکن وہ آج کل مروج نہیں ہے، خاص طور سے ٹی وی پر پروگرام اس کی بنیاد پر نہیں آتے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: "اشرف التوضیح" جلد سوم صفحہ ۵۷۲ تا ۵۸۵)

بہر حال! ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ جاندار کی منظر کشی پر تصویر محرم کا اطلاق اہل علم کے ایک بڑے طبقے کے ہاں درست نہیں، یا کم از کم محل نظر ہے۔ جیسا کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کی طرف سے "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی" کی تیسری نشست متعلقہ "ڈیجیٹل کیمرہ" کے موقع پر جو مقالہ پیش کیا گیا تھا، اس کے صفحہ ۲ پر حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ ذی روح کی منظر کشی پر تصویر محرم کا اطلاق اہل علم کے ایک معتد بہ طبقہ کے ہاں محل نظر ہے، جس میں عرب علماء کی اکثریت اور مقامی علماء کی ایک جماعت شامل ہے، جیسا کہ پچھلی نشستوں کی کارروائی سے یہ بات سامنے آچکی ہے۔"

نیز حضرت مولانا مفتی نظام شامزئی رحمہ اللہ کی طرف سے "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی" متعلقہ "ڈیجیٹل کیمرہ" کے دوسرے اجلاس میں جو مقالہ پیش کیا گیا تھا، اس کے صفحہ نمبر ۹ پر حضرت مفتی صاحب "ڈیجیٹل مناظر" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میری ناقص رائے کے مطابق دشمن کے لئے میدان بالکل کھلا چھوڑ دینے اور ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بے بسی کا اظہار کرتے رہنے سے بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے دفاع کرنے اور صفائی و بے گناہی بیان کرنے میں یکوئی کردار ادا کریں، مذکورہ بالا نصوص سے مجھے یہی گنجائش محسوس ہورہی ہے، بلکہ اسے دینی و دنیاوی ضرورت شدیدہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا، نیز جیسا کہ گذشتہ اجلاس میں اکثریتی رائے سے یہ بات بھی سامنے آچکی ہے کہ ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ براہ راست منظر کشی ممنوع تصویر سازی کے حکم میں نہیں ہے، اسی طرح جب اسے محفوظ کرکے اسکرین پر دکھایا جائے تو اس پر بھی تصویر محرم کا بالکلیہ اطلاق مشکل اور دشوار ہے، بلکہ اسے اشبہ بالعکس قرار دیا گیا ہے، اس بناء پر میرا رجحان یہ ہے کہ موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام کے خلاف دشمن کے پروپیگنڈہ کو کم کرنے کے لئے (اسلحہ سازی اور اقتصادی کدوکاوش کی طرح) "میڈیا" کو استعمال کرلیا جائے تو تصویری محظور کے باوجود بھی گنجائش ہوسکتی ہے۔"

جامعہ فاروقیہ کراچی کے رئیس و شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم العالی نے بھی بخاری شریف کی تقریر "کشف الباری" (کتاب اللباس صفحہ ۳۰۸) میں "ٹی وی، ویڈیو اور کمپیوٹر" اسکرین پر نظر آنے والی شکلوں کے تصویر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اہل فتویٰ علماء کرام کا اختلاف بیان فرمایا، جس میں بعض علماء کرام کی رائے یہی بیان کی گئی کہ ان کے نزدیک "ٹی وی، ویڈیو اور کمپیوٹر" اسکرین پر نظر آنے والی شکلیں تصویر کے حکم میں نہیں، اور اس پر تصویر کی وعیدیں جاری نہیں ہوں گی۔ ملاحظہ ہو: "کشف الباری" کی اصل عبارت:

(جاری ہے……)

''اب رہ جاتی ہے بات ٹیلیویژن، ویڈیو اور کمپیوٹر کی تصویر کی، اس کے بارے میں جمہور اہل فتاوی کا فتوی عدم جواز کا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ٹی وی پر آنے والی تصویر کا وہی حکم ہے جو دوسری عام تصاویر کا ہے۔ البتہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ تصویر کے حکم میں نہیں، بلکہ یہ عکس ہے جو شعاعوں اور لہروں کے ذریعے جدید تکنیک سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، لہٰذا اس پر تصویر کی وعیدیں جاری نہیں ہوں گی، یہ اختلاف اس صورت میں ہے، جب ٹی وی، ویڈیو اور کمپیوٹر سی ڈیز میں آنے والی اور محفوظ کی جانے والی تصویر میں کوئی اور شرعی قباحت نہ ہو۔''

ڈیجیٹل مناظر کا عکس کے زیادہ مشابہ ہونے کی وجوہات

سطور بالا میں بیان کردہ تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ باعتبار حقیقت اسکرین پر نظر آنے والے مناظر کو بنیادی وصف میں حقیقی تصویر کے ساتھ مشابہت نہیں ہے، بلکہ مغایرت ہے، نیز یہ مناظر بعینہ عکس بھی نہیں، لیکن ان مناظر کو اپنی ماہیت کے اعتبار سے اور دیگر کئی بنیادی اوصاف کے اعتبار سے عکس کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہے، مثلاً

(الف)...عکس اپنی ماہیت کے اعتبار سے روشنی کی شعاعیں اور اس کی کرنیں ہیں اور اسکرین پر نمودار ہونے والے مناظر بھی روشنی ہی کی شعاعیں ہیں، تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس طرح عکس میں جب تک کسی منظر سے شعاعیں ٹکرا کر کسی صیقل (چکنی) سطح پر پڑتی رہیں گی، اس سے شعاعیں منعکس ہو کر عکس بنتا رہے گا اور جب شعاعیں اس پر پڑنا بند ہو جائیں گی تو منظر اگر برسوں اس کے سامنے رہے، اس کا عکس اس میں نہیں بنے گا، اسی طرح یہاں اسکرین، پردہ یا دیوار وغیرہ پر بھی یہی صورت ہے کہ جب تک ان پر شعاعیں پڑتی رہیں گی (یعنی کیمرے میں محفوظ شعاعی معلومات کی مدد سے برقی ذرات، مخصوص عمل (Process) کے ذریعہ کیمرے میں نصب آلہ سے نکل کر اسکرین، پردہ یا دیوار وغیرہ کی طرف منتقل ہوتے رہیں گے) اور اسی اصل ترتیب و مقدار سے اسکرین وغیرہ پر ظاہر ہوتے رہیں گے تو منظر نظر آتا رہے گا، اور جب ان میں شعاعیں پڑنا بند ہو جائیں گی (خواہ کیمرہ یا بجلی بند ہو جانے کے سبب یا کیمرہ کے عمل میں کسی خارجی رکاوٹ کے سبب) تو منظر بھی غائب ہو جائے گا، اور اس کا ایک ذرہ بھی اسکرین، پردہ یا دیوار پر باقی نہیں رہے گا، اسی لئے اب اگر کوئی شخص خوردبین لگا کر اسکرین کو دیکھے گا تو بھی اسے منظر کا کوئی نشان تک نظر نہیں آئے گا، کیونکہ یہ روشنی اور شعاعوں سے بننے والا ویسا ہی عکس تھا جو کسی آئینہ وغیرہ پر روشنی کے انعکاسی عمل سے بنتا ہے اور جو روشنی غائب ہو جانے سے ختم ہو گیا، اسی لئے جس طرح آئینہ میں روشنی پڑنا بند ہو جانے کے سبب جب عکس غائب ہوتا ہے تو آئینہ میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے، اسی طرح یہاں بھی جب اسکرین وغیرہ پر کیمرہ سے نکلنے والے برقی ذرات منتقل ہونا بند ہو جاتے ہیں تو اسکرین سے منظر بھی غائب ہو جاتا ہے اور منظر کا کوئی اثر اسکرین پر باقی نہیں رہتا ہے۔

(ب)...آئینہ میں منظر کا عکس شعاعوں کے انعکاسی عمل سے وجود میں آتا ہے جو آئینہ میں ناپائیدار حالت میں صرف نمود و ظہور کی حد تک رونما ہوتا ہے، اس طرح آئینہ میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ ناپائیدار حالت میں ظاہر ہونے والی روشنی اور اس کی شعاعیں ہیں۔

(جاری ہے.....)

اسی طرح ڈیجیٹل نظام کے ذریعے اسکرین اور پردہ وغیرہ پر نمودار ہونے والا منظر بھی سراسر شعاعی ذرات پر مشتمل ہے اور ٹھیک اسی طرح ناپائیدار حالت میں صرف نمود و ظہور کی حد تک اسکرین پر رونما ہوتا ہے، جس طرح ''عکس'' کسی صیقل (چکنی) سطح پر رونما ہوتا ہے۔

(ج)... جس طرح آئینہ وغیرہ پر روشنی کے ذرات پر مشتمل عکس آئینہ وغیرہ میں صرف ظاہر ہوتا ہے، اس میں منقش و قائم نہیں ہوتا ہے، اسی طرح پردہ، دیوار یا اسکرین وغیرہ پر روشنی کے ذرات پر مشتمل منظر بھی اسکرین وغیرہ پر منقش و قائم نہیں ہوتا۔

(د)... جس طرح آئینہ کے عکس میں موجود روشنی کی شعاعیں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ مسلسل سفر کر رہی ہوتی ہیں، کہیں ٹھہری ہوئی نہیں ہوتیں، اسی طرح کیمرہ وغیرہ سے پردہ، دیوار یا اسکرین وغیرہ پر ظاہر ہونے والا منظر کے شعاعی ذرات بھی کیمرے وغیرہ سے، ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ان مظاہر کی طرف انتہائی تیزی سے، اپنی اصلی اور خاص ترتیب سے منتقل ہوتے اور فنا ہوتے رہتے ہیں اور یہ عمل انتہائی تیزی کے ساتھ مسلسل ہوتا ہے، اس میں ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی وقفہ یا استقرار نہیں آتا، اگرچہ انتہائی تیزی کی وجہ سے بظاہر منظر اسکرین پر چپکا ہوا محسوس ہوتا ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

(ہ)... ایک مشابہت اس اعتبار سے بھی ہے کہ جس طرح عکس ایک عرض قائم بالغیر ہے (یعنی ایسی چیز ہے جو کہ کسی اور چیز کے ذریعے قائم ہو، خود سے قائم نہ ہو) اسی طرح اسکرین پر نمودار ہونے والا منظر بھی قائم بالغیر ہے، بلکہ اسکرین کا منظر عرضیت میں عکس سے بھی بڑھ کر ہے، اس لئے کہ عکس میں اصل تو کم از کم جوہر ہے، جبکہ یہاں اس منظر کا اصل بھی (شعاعی اعداد و شمار کی غیر مرئی شکل میں) عرض قائم بالغیر ہے۔

چند شبہات اور ان کا ازالہ

(الف)... یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات جو ایک ہی منظر دیر تک اسکرین پر نظر آتا ہے یا کوئی منظر اسکرین پر رکا ہوا نظر آتا ہے، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ منظر اسکرین پر ٹک گیا یا قائم ہو گیا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاص بٹن دبا کر ہیڈ کو چلنے سے روک دیا گیا، جس کی وجہ سے اسی ایک ہی منظر کے برقی ذرات آلہ (Device) سے اسکرین کی طرف مسلسل منتقل ہو رہے ہوتے ہیں اور مذکورہ بالا طریقہ سے اسکرین کو روشن کرتے ہوئے زائل و فنا بھی ہوتے جا رہے ہیں، یہ نہیں ہے کہ یہ منظر اسکرین پر منقش یا قائم ہو گیا، بلکہ روشنی کے ذرات ابھی بھی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے مسلسل اسکرین سے ٹکرا رہے ہیں اور فنا ہو رہے ہیں۔ اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح کوئی چیز دیر تک آئینہ کے سامنے پڑی رہے یا کوئی آدمی دیر تک اس کے سامنے کھڑا ہو جائے تو جب تک روشنی موجود ہوگی، عمل انعکاس سے اس چیز یا آدمی کا عکس آئینہ میں نظر آتا رہے گا، لیکن آئینہ میں یہ شعاعیں منقش اور قائم نہیں ہوں گی، کیونکہ روشنی اسی رفتار سے مسلسل سفر کر رہی ہے، کہیں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں رکتی، ہمیں سورج سے نکلنے والی شعاعیں بظاہر اپنی جگہ رکی ہوئی اور کھڑی ہوئی نظر آتی ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اور شعاعیں مسلسل سفر کر رہی ہیں۔ (جاری ہے.....)

[redacted]

سورج زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے، اس کے باوجود سورج کی روشنی ہم تک صرف تقریباً آٹھ منٹ میں پہنچ جاتی ہے، ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر سورج کسی وجہ سے ایک دم بجھ جائے تو بھی آٹھ منٹ تک ہم اس کی روشنی دیکھتے رہیں گے۔

جناب اسٹیفن W ہاکنگ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبۂ سائنس وٹیکنالوجی کے سب سے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے ہیں، اپنی کتاب "A BRIEF HISTORY OF TIME" (یعنی وقت کی مختصر تاریخ) میں لکھتے ہیں:

''اگر سورج پر کوئی تباہی آتی ہے یا سورج کسی حادثہ سے یکدم ختم ہوجاتا ہے تو زمین پر اس کا ادراک فوراً نہیں ہوسکتا، کیونکہ زمین پر اس کی روشنی آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے، چنانچہ آٹھ منٹ بعد زمین پر سورج میں ہونے والی تبدیلی کا پتہ چلے گا۔

پھر آگے مزید لکھتے ہیں:

''کہکشائیں زمین سے کھربوں میل کے فاصلے پر ہیں اور ان سے نکلنے والی روشنی لاکھوں سال میں ہم تک پہنچتی ہے ....سورج کے بعد زمین سے قریب ترین جو ستارہ ہے، اس کا نام ''پراکسیما سینٹورائی (Prxima centaun) ہے، وہ زمین سے چار لائٹ سال کے فاصلے پر ہے، اس سے نکلنے والی روشنی ہم تک چار سال میں پہنچتی ہے یا تقریباً تیس لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ الخ

درج بالا تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں درج ذیل عبارات:

1.'We would know about it only after eight minutes, the time it takes light to reach us from the sun. Only then would events on earth lie in the future light cone of the event at which the sun went out. Similarly, we do not know what is happening at the moment farther away in the universe: The light that we see from distant galaxies left them millions of years ago, and in the case of the most distant object that we have seen, the light left some eight thousand millions years ago. Thus, when we look at the universe, we are seeing as it was in the past.

If one neglects gravitational effects, as Einstein and poincare did in 1905, one has what it called the special theory of relativity. For every event in space - time we may construct a light cone (the set of all possible paths of tight in space - time emitted at that event), and since the speed of light is the same direction. The theory also tells us that nothing can travel faster than light. This means that the path of any object through space and time must be represented by line that lies with in the light cone at each event on it. BY STEPHEN W HAWKING PAGE 30 LINE 17.

(جاری ......)

AND ON PAGE NO: 37

The nearest star, called Proxima Centauri, is found to be about four light-years away (the light from it takes about four years to reach earth), or about twenty-three million million miles. Most of the other stars that are visible to the naked eye lie within a few hundred light-years of us Our sun, for comparison, is a mere eight light-minutes away!. The visible stars appear spread all over the night sky, but are particularly concentrated in one band, which we call the milky way.

2To obtain some indication of the relative distances involved, we can consider the speed of light. Light travel at 10 million million kilometers a year. It takes 1.26 seconds for light to travel from the noon to the earth, and 8 minutes 17 seconds for it to travel from the sun to the earth. It takes about a day for light to travel a cross the solar system and 27700 years for it to reach the earth from the centre of the Milky Way. Light from the furthest known galaxies has taken more than 10000 million years to reach the Earth.

(THE NEW OXFORD ATLAS (1998 RO 2002) UNDER THE HEADING THE SOLAR SYSTEM)

(تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہوں: (APPLIED PHYSICS Third Edition)، PaulETippens.

chapter: 26 page: 466 to 471 نیز ملاحظہ ہو جان ڈی کٹنل کی کتاب: فزکس صفحہ: ۷۹۵ اور ۷۹۶)

(ب)...ڈیجیٹل مناظر کو شبیہ یا عکس قرار دینے پر بعض حضرات کی طرف سے ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ عوام ان مناظر کو تصویر ہی سمجھتے ہیں اور عرف عام میں اسکرین پر نظر آنے والے ڈیجیٹل منظر کو تصویر کہا اور سمجھا جاتا ہے، لہٰذا شرعاً بھی تصویر ہی ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شرعی نقطۂ نگاہ سے کوئی چیز تصویر نہ ہو یا تصویر کے حکم میں نہ ہو تو محض عوام کے سمجھنے کی وجہ سے شرعاً وہ چیز تصویر نہیں ہوگی، چونکہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ڈیجیٹل مناظر شرعی نقطۂ نگاہ سے تصاویر نہیں ہیں، اس لئے عام لوگوں کا ان مناظر کو تصویر سمجھنا اسی طرح کا مغالطہ ہے، جس طرح عام لوگوں کے عرف میں ٹیلیفون پر بنی ہوئی تصویر کو عکس بولا اور سمجھا جاتا ہے، حالانکہ وہ شرعی نقطۂ نگاہ سے تصویر ہے، کیونکہ وہ تصویری شکل میں وہاں قائم و مستقر ہے، لہٰذا عام لوگوں کے غلط فہمی پر مبنی کسی عرف کی وجہ سے حکم شرعی نہیں بدلے گا، جیسے کہ ہمارے اکابرؒ نے سرکاری ملازمین کے جی پی فنڈ پر ملنے والی اضافی رقم لینے کو جائز قرار دیا ہے، حالانکہ لوگوں کے عرف میں اسے سود لکھا اور سمجھا جاتا ہے، اسی طرح رائج الوقت انعامی بانڈز پر ملنے والی اضافی رقم کو عرف میں نہ صرف انعام سمجھا جاتا ہے، بلکہ اسے انعام لکھا اور بولا بھی جاتا ہے، لیکن چونکہ عرف میں اسے انعام سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے اور شرعی ضابطے کے اعتبار سے اس پر ملنے والی اضافی رقم سود ہے، اس لئے اس عرف کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ وہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔

(جاری ہے.....)

(ج)... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دنیا بھر کے تمام ماہرین اسکرین کے منظر کو تصویر لکھتے اور کہتے ہیں، لہٰذا یہ تصویر ہے اور دلیل یہ بیان فرماتے ہیں کہ ماہرین اس پر لفظ "Picture" کا اطلاق کرتے ہیں، جس کے معنی تصویر کے ہیں، جبکہ عکس کو انگریزی میں "Image" کہا جاتا ہے، جیسا کہ ایک مقالہ نگار نے اسکرین کے منظر کے متعلق اپنے مقالہ میں لکھا ہے:

''پھر شریعت میں بے شمار مسائل میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے، اور یہاں پوری دنیا کے لوگ چھوٹے، بڑے، مرد و عورت، بوڑھے، جوان، کمزور نظر کے چشمائی، غیر چشمائی سب کہہ رہے ہیں، تصویر ہے سوائے چند معدودے پاکستانی سائنسدانوں کے جو ان چیزوں کے اصل موجد بھی نہیں۔ الخ''

اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اوّلاً یہ دعویٰ ہی درست نہیں کہ تمام ماہرین یا تمام دنیا کے لوگ اسکرین کے منظر کو تصویر "Picture" لکھتے اور کہتے ہیں، بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اور عام طور پر لوگ ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والی شکل وصورت کو تصویر کی بجائے اصل کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً یوں کہتے ہیں ''آج فلاں صاحب ٹی وی پر آرہے تھے، آج ٹی وی پر فلاں شہر دکھایا گیا'' وغیرہ۔ نیز محققین (ان کا تعلق کسی بھی خطۂ زمین سے ہو) عام طور پر اسے تصویر "Picture" کے بجائے عکس "Image" ہی کا نام دیتے ہیں اور ڈیجیٹل کیمرہ سے منظر محفوظ کرنے کو عکس بندی کہتے ہیں، انگریزی کی مستند ترین ڈکشنری "OXFORD Advanced Learners DICTIONARY" میں ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والے منظر کو عکس "Image" ہی کہا گیا "An image on a television screen" ماہرین فن کی کتابوں میں اس کی متعدد مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں، یہاں بطور نمونہ ایک معروف مغربی سائنسداں ''مارشل برین'' کی کتاب "HOW STUFF WORKS" سے ٹی وی اسکرین اور کمپیوٹر کے مانیٹر میں نظر آنے والے مناظر کے بارے میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے جس میں موصوف نے واضح طور پر ان مناظر کو عکس "Image" کا نام دیا ہے، جیسا کہ موصوف لکھتے ہیں:

"Digital TV makes TV images larger and much clearer and moves us. ..Computer monitors are so important that, without a monitor a typical desktop computer is useless. The monitor provides you with instant feedback by showing text and graphic images as you work on or play with your computer,..

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین (Marshal Brain) کی کتاب HOW STUFF WORKS صفحہ ۱۳۶ تا ۱۴۷، جو آسٹریلیا کے معروف ادارہ Wiley publishing pty Ltd کی شائع کردہ ہے۔)

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح اردو میں لفظ ''تصویر'' کا اطلاق حقیقی اور مجازی دونوں طرح کی تصاویر پر کیا جاتا ہے (دیکھئے: فیروز اللغات: مادہ ''تصویر'') یا عربی زبان میں لفظ ''صورۃ'' کا اطلاق تصویر، عکس اور صور خیالیہ وغیرہ سب پر کیا جاتا ہے،

(جاری ہے......)

(کمافی المصباح المنیرفی غریب شرح الکبیر ج:۵ص:۳۸۲) (ص ور) الصُّورَةُ التِّمْثَالُ وَجَمْعُهَا صُوَرٌ مِثْلُ غُرْفَةٍ وَغُرَفٍ وَتَصَوَّرْتُ الشَّيْءَ مَثَّلْتُ صُورَتَهُ وَشَكْلَهُ فِي الذِّهْنِ فَتَصَوَّرَ هُوَ وَقَدْ تُطْلَقُ الصُّورَةُ وَيُرَادُ بِهَا الصِّفَةُ كَقَوْلِهِمْ صُورَةُ الْأَمْرِ كَذَا أَيْ صِفَتُهُ وَمِنْهُ قَوْلُهُمْ صُورَةُ الْمَسْأَلَةِ كَذَا أَيْ صِفَتُهَا)۔ اسی طرح انگریزی زبان میں بھی لفظ "Picture" کا اطلاق حقیقی اور مجازی دونوں قسم کی تصاویر پر ہونا عام اور معروف ہے، چنانچہ انگریزی زبان سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ لفظ "Picture" کے درج ذیل معانی بالکل عام ہیں: تصویر، عکس، منظر، شبیہ، روشن توضیح، ذہنی عکس، خیالی تصویر، کسی چیز کا تصور کرنا یا لفظوں میں تصویر کھینچنا، کسی صورت حال یا واقعہ کا مجموعی تاثر، چیپ نظارہ، کامل نمونہ، مثنی یا کسی چیز کی نمائندہ مثال وغیرہ۔ حوالہ کے لئے دیکھئے: ''قومی انگریزی اردو لغت "Edited by Dr Jameel Jalibi" (یا کوئی بھی مستند انگریزی ڈکشنری) نیز ماہرین فن کی کتابوں میں بھی اس کی بے شمار مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

(د)... ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ شریعت کا اُصول یہ ہے کہ جب مبیح اور محرم میں تعارض ہو یا مسئلہ حرام و حلال میں دائر ہو تو محرم و حرام کو ترجیح ہوتی ہے، چونکہ یہاں بھی تصویر اور عدمِ تصویر میں تعارض ہے، اس لئے تصویر ہونے کو ترجیح حاصل ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس اُصول کا اطلاق اس صورت میں ہوتا ہے جب حرمت اور حلت کے دلائل (مساوی طور پر) متعارض ہوں، اور قوتِ دلیل سے کسی ایک جانب کی ترجیح ممکن نہ ہو، لہٰذا اس اُصول پر عمل کے واسطے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ دلائل واقعۃً اس طرح متعارض ہوں کہ دونوں جانب کی دلیلیں مساوی ہوں، لیکن اگر جانبین کی دلیلیں مساوی نہ ہوں تو وہاں یہ اُصول نہیں چلے گا اور نہ یہ کہا جائے گا کہ آنکھ بند کرکے حرمت کا قول اختیار کرنے والوں کا قول لے لیا جائے، اگر ایسا ہوتا تو احناف اس اُصول پر عمل کرتے ہوئے مزارعت کے مطلقاً ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتے (کیونکہ مزارعت کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مطلقاً ناجائز کہتے ہیں اور صاحبینؒ جائز کہتے ہیں) حالانکہ مفتیٰ بہ جواز ہے۔ اس طرح جہاں کہیں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا یا فقہاء کرام کا آپس میں کسی مسئلہ میں حرمت و اباحت کا اختلاف ہو، ان سب جگہوں میں حرمت کا قول لے لیا جائے تو مسائل متعارضہ میں ترجیح کا آسان اُصول ہاتھ آجائے گا، اور قوتِ دلیل کی پہچان کی زحمت برداشت کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ حالانکہ یہ اُصول اس طرح نہیں ہے جس طرح عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے، بلکہ شرعاً اصل اعتبار قوتِ دلیل کا ہے۔

قال فی الدر المختار: (ج:۳ ص: ۲۱۰) والأصح أن العبرة لقوة الدلیل عندالخلاف فی التحریم.

وفی البحر الرائق: (ج: ۳ ص: ۲۳۵) قال فی آخر الحاوی القدسی فإن خالفاه قال بعضهم یؤخذ بقوله وقال بعضهم یؤخذ بقولهما وقیل یخیر المفتی والأصح أن العبرة لقوة الدلیل. اھ (جاری ہے.....)

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله في عقود رسم المفتي: وقيل بالتخيير في فتواه إن خالف الإمام صاحباه و قيل من دليل أقوى رجح وذا لمفت ذي اجتهاد أصح. ومعنى تخييره أنه ينظر في الدليل فيفتي بما يظهر له ولا يتعين عليه قول الإمام و هذا الذي صححه في الحاوي أيضاً بقوله : والأصح أن العبرة لقوة الدليل الخ.

زیر بحث مسئلہ میں بھی مبیح اور محرم کا تعارض متحقق نہیں، تعارض اس وقت متصور ہوتا جب دونوں پہلو دلائل کی رُو سے یکساں ہوتے، جبکہ یہاں حقیقت یہ ہے کہ ٹھوس عنہ کا عکس کے مشابہ ہونا اوپر بیان کردہ حقائق ووجوہات کی بناء پر قریب بہ یقین کے درجہ میں ہے، اس کے برخلاف تصویر کے ساتھ مشابہ ہونا صرف شبہ کے درجے میں ہے۔

(ہ)...ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام احکام شرعیہ میں فطری طریقے اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، اس لئے احکام شرعیہ کی بنیاد فنی باریکیوں اور سائنسی تحقیقات پر رکھنا مزاج شریعت کے سراسر خلاف ہے، جبکہ اسکرین کے منظر کو غیر تصویر قرار دینے کے لئے فنی باریکیوں کو دیکھنا پڑتا ہے، اس لئے مزاج شریعت کی رعایت کرتے ہوئے ظاہر پر حکم لگانا چاہئے اور اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات سے ہمیں مکمل اتفاق ہے کہ اسلام تمام اُمور میں عموماً اور احکام شرعیہ میں خصوصاً فطری طریقے اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، اس لئے احکام شرعیہ کی بنیاد فنی باریکیوں اور سائنسی تحقیقات پر رکھنا یا حکم شرعی کا مدار سائنسی تحقیق پر رکھنا بلاشبہ مزاج شریعت کے خلاف ہے، لیکن کسی حکم شرعی کی بنیاد کسی سائنسی تحقیق پر رکھنا اور بات ہے، اور کسی سائنسی ایجاد کے بارے میں اس کے ماہرین سے اس ایجاد کی حقیقت معلوم کرکے اس کا حکم شرعی معلوم کرنا اور بات ہے، اگر شبہ کا مقصد پہلی صورت ہے تو اس سے ہمیں انکار نہیں اور اگر دوسری صورت ہے تو یہ ہمیں تسلیم نہیں، کیونکہ شریعت میں ماہرین فن یا تجربہ کار لوگوں کی تحقیق سے استفادہ کرنا یا ماہرین سے کسی سائنسی ایجاد کی حقیقت معلوم کرکے شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کا جائزہ لینا اور اس بارے میں حکم شرعی معلوم کرنا ہرگز مزاج شریعت کے خلاف نہیں، جس کی تائید بعض روایت حدیث سے بھی ہوتی ہے، تابیر النخل (کھجور کے نر اور مادہ درختوں کی ایک دوسرے کے ساتھ پیوندکاری) والی روایت اس کی نظیر ہے، نیز آنحضرت ﷺ کی طرف سے غیلہ (حالت حمل میں بیوی سے ہمبستر ہونے) سے ممانعت کا ارادہ کرلینے (بلکہ بعض روایت کی رُو سے منع کردینے) کے بعد یہ تحقیق ہوجانے پر کہ اہل فارس اور اہل روم کے ہاں غیلہ کا رواج ہے اور ان کی اولاد کو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا، آنحضرت ﷺ کا ممانعت نہ کرنا (یا اس کی اجازت مرحمت فرمانا) بھی اس کی نظیر ہے۔

في مجمع الزوائد ج: ۴ ص: ۲۹۸ وعن ابن عباس أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الاغتيال، ثم قال " :لو ضر أحدا لضر فارس والروم ." قال ابن بكير :والاغتيال أن يطأ الرجل امرأته وهي ترضع. رواه الطبراني، والبزار، ورجاله رجال الصحيح. (راجع: كتاب النكاح باب في العزل وغيره)

(جاری ہے......)

وفي صحيح مسلم ج: ۲ ص: ۲۶۴ عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، وعن ثابت، عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بقوم يلقحون، فقال: لو لم تفعلوا لصلح قال: فخرج شيصا، فمر بهم فقال: ما لنخلكم؟ قالوا: قلت كذا وكذا، قال: أنتم أعلم بأمر دنياكم. (راجع كتاب الفضائل باب وجوب امتثال ماقاله شرعاً دون ما ذكره من معايش الدنيا على سبيل الرأى)

ہمارے زمانے میں اس کی واضح نظیر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز پڑھانے کے بارے میں اہلِ فتویٰ علماءِ کرام کا ماہرین سے رجوع کرنا، پھران کی طرف سے فراہم کردہ معلومات اور فنی باریکیوں کا شرعی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لینا، اور یہ دیکھنا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ امام کی آواز ہے یا اس آواز کی بازگشت ہے، وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ کسی نو ایجاد چیز یا کسی بھی نئی سائنسی ایجاد کے بارے میں اس کے ماہرین سے اس ایجاد کی حقیقت معلوم کرکے شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کا جائزہ لینے کو سائنسی تحقیق پر حکمِ شرعی کا مدار رکھنا نہیں کہا جاتا ہے، لہٰذا کسی چیز کی حقیقت جاننے کے لئے ماہرین سے رجوع کرکے اس کی فنی باریکیوں کا شرعی جائزہ لینے کو مزاجِ شریعت کے خلاف سمجھنا ہرگز درست نہیں۔

(د)...ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ تصویر کے حرام ہونے کی علت اور وجہ مضاہات لخلق اللہ (پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت) ہے اور اسکرین پر جو منظر دکھایا جاتا ہے، اس میں چونکہ دکھانے والے اور نشر کرنے والے کا عمل دخل موجود ہے، اس لئے اس میں استقرار ہو یا نہ ہو، بہرصورت علت مضاہات پائی جاتی ہے، لہٰذا یہ منظر تصویر ہے اور حرام ہے، بخلاف عکس کے کہ اس میں یہ علت موجود نہیں، کیونکہ عکس آئینہ میں خود بخود بنتا ہے، لہٰذا اگرچہ عکس اور اسکرین کا منظر باعتبار ماہیت ایک ہیں کہ دونوں روشنی کی شعاعیں ہیں، لیکن چونکہ ایک میں حرمت کی علت ہے اور ایک میں نہیں، اس لئے یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، یعنی اسکرین کا منظر تصویر ہے اور عکس تصویر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو یہ تفریق خود سمجھ سے بالاتر اور محلِ نظر ہے کہ جب دونوں کی ماہیت ایک ہے تو یہ فرق کیسے ہوگیا کہ ایک تصویر ہے اور دوسرا تصویر نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس تحریر میں تصویر کے حرام ہونے کی علت مضاہات ومشابہت کو قرار دیا تو جب تک یہ بات ثابت نہ ہو کہ اسکرین کا منظر تصویر ہے، اس وقت تک اس پر تصویر کی حرمت کی علت کیسے چسپاں ہوسکتی ہے؟ اور اس پر حرام ہونے کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ حالانکہ پیچھے بیان کردہ حقائق سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اسکرین کا منظر کاغذ وغیرہ پر پرنٹ ہونے سے پہلے تصویر نہیں ہے، بلکہ بعینہٖ عکس بھی نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ منظر اشبہ بالعکس ہے، معلوم ہوا کہ اسکرین کے منظر پر مضاہات لخلق اللہ کا اطلاق بھی اسی صورت میں ہوگا، جب وہ اسکرین پر قائم ومستقر ہوکر تصویر کے حکم میں داخل ہوجائے، کیونکہ جو چیز سرے سے تصویر ہی نہ ہو اسے اپنے قصد وعمل سے بنانا مضاہات لخلق اللہ ہونے کا قائل کوئی بھی نہیں۔ اگر محض قصد وارادہ یا عمل دخل مضاہات لخلق اللہ کی بنیاد ہو تو اس طرح کا عمل دخل آئینہ کے عکس میں بھی پایا جاتا ہے (جس کی کچھ تفصیل پیچھے گزری ہے) کم از کم عکس کی یہ صورت کہ جب کوئی شخص قصداً وارادۃً آئینہ میں کسی کا عکس حاصل کرے یا دکھائے،

(جاری ہے.....)

یعنی آئینہ لگا کر اس میں عکس حاصل کرے یا آئینہ لگا کر کسی جانب کے عکس کا نظارہ کرے یا کرائے تو عکس کا نظارہ کرنے یا دکھانے میں بندے کا عمل دخل پائے جانے کی وجہ سے مضاہات لخلق اللہ میں شامل ہو کر حرام ہوتا، حالانکہ اس میں اگر کوئی دوسرا محظور شرعی کا ارتکاب نہ ہو تو محض آئینہ میں عکس حاصل کرنا یا آئینہ لگا کر عکس کا نظارہ کرنا شرعاً نہ مضاہاۃ لخلق اللہ ہے اور نہ ہی حرام ہے، اس لئے اسکرین کے منظر کو دیکھنے یا دکھانے کی حد تک محض بندے کا صنع کا عمل دخل شامل ہونے کی وجہ سے مضاہات لخلق اللہ میں داخل کر کے حرام تصویر قرار دینا شرعی نقطۂ نگاہ سے درست نہیں۔

(ز)... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کیمرہ کے ذریعہ کوڈز محفوظ کرنا اگرچہ تصویر بنانا نہیں، لیکن حرام اور ناجائز پھر بھی ہے، کیونکہ یہ تصویر کا مادہ جمع کرتا ہے اور محفوظ کرتا ہے اور یہ مادہ صرف تصویر کے کام میں آتا ہے، جو حرام ہے، پھر یہ حضرات اپنی تائید میں ''امداد الفتاوی'' کے حوالہ سے ایک سوال وجواب بھی نقل کرتے ہیں جو درج ذیل ہے:

''سوال: انگریزی دوا سے ایک ٹکی تیار کی جاتی ہے، اس کو جب ماچس سے جلایا جاتا ہے تو جل جل کر مثل زرد سانپ کے نکلنا شروع ہوتا ہے اور دیکھنے میں وہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بل سے سانپ نکلتا آرہا ہے، حالانکہ وہ جلی ہوئی راکھ ہوتی ہے، ایسی ٹکیاں بنا کر فروخت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: کیا یہ ٹکی بجز سانپ بنانے کے اور کسی کام میں آسکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے، آگے تصویر بنانے کے کام میں لانا یہ فاعل مختار کا فعل ہے، سبب کی طرف اس کی نسبت نہ ہوگی، اگرچہ خلاف تقوی اس صورت میں بھی ہے، اور اگر صرف اسی کام میں آتی ہے تو اعانت علی المعصیۃ کی وجہ سے فروخت کرنا حرام ہے، اور وہ معصیت سانپ کی تصویر بنانا ہے، اور تصویر کا سامان کرنا حکم تصویر ہی ہے، جیسا کہ فوٹو سے تصویر بنانے کا حکم ہے کہ تصویر خود اتر آتی ہے، مگر سامان مہیا کرتا ہے فوٹو گرافر۔'' (امداد الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۲۷۱)

اس کا جواب یہ ہے کہ سی ڈی وغیرہ میں محفوظ کوڈز کو مادۂ تصویر اسی صورت میں کہا جائے گا کہ جب اسکرین پر نمودار ہونے والا منظر خود تصویر ہو، جبکہ پیچھے تفصیل کے ساتھ بیان کردہ حقائق کی رو سے اسکرین کا منظر نہ صرف تصویر میں داخل نہیں، بلکہ بعینہ عکس بھی نہیں ہے، لہٰذا ان کوڈز کو تصویر کا براہ راست مادہ قرار دے کر حرام قرار دینا یا یہ کہنا کہ یہ مادہ صرف تصویر کے کام میں آتا ہے، درست نہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ سی ڈی میں محفوظ مادہ سے براہ راست کاغذ وغیرہ پر بھی تصویر پرنٹ کی جاسکتی ہے، لہٰذا اس کو براہ راست تصویر کا مادہ قرار دینا کیسے غلط ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں فاعل مختار کا فعل حائل ہوگیا، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سی ڈی میں محفوظ کوڈز تصویر (مثلاً کاغذ میں پرنٹ لینا) اور غیر تصویر (مثلاً اسکرین میں لانا) دونوں میں استعمال ہوسکتا ہے اور جو چیز حلال وحرام دونوں کاموں میں استعمال ہوسکتی ہو، وہ شرعاً حرام کا سبب قریب یا براہ راست سبب نہیں ہے، اسی بات کو حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے فتوی میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

''کیا یہ ٹکی بجز سانپ بنانے کے اور کسی کام میں آسکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے، آگے تصویر بنانے کے کام میں لانا یہ فاعل مختار کا فعل ہے، سبب کی طرف اس کی نسبت نہ ہوگی، (جاری ہے.....)

اگرچہ خلافِ تقویٰ اس صورت میں بھی ہے۔"

خیال رہے کہ حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے فتویٰ میں جو یہ فرمایا کہ اگر یہ ٹکلی صرف سانپ بنانے کے کام آتی ہے تو اعانت علی المعصیۃ ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا حرام ہے اور وہ معصیت سانپ کی تصویر بنانا ہے اور تصویر کا سامان کرنا بحکم تصویر ہی ہے۔ اس میں سانپ کی تصویر راکھ سے بنتی ہے، یعنی ٹکلی جل کر راکھ بنتی ہے اور اس راکھ کی شکل زرد سانپ کی سی ہوتی ہے، اس کے عدمِ جواز میں شبہ نہیں، کیونکہ راکھ سے بنی ہوئی جاندار کی صورت مجسم (جسم دار) تصویر میں داخل ہے، جس کی حرمت پر اجماع ہے، لہٰذا اس کا زیرِ بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ زیرِ بحث مسئلہ میں اسکرین کا منظر کوئی مجسم چیز نہیں بلکہ روشنی کی شعاعیں ہیں، جس طرح عکس روشنی کی شعاعیں ہوتا ہے۔

(ح)... اسکرین کے منظر کو اشبہ بالعکس قرار دینے والوں کے موقف کے بارے میں بعض حضرات کو ایک مغالطہ یہ بھی ہوا کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ اسکرین کے منظر کو اس لئے تصویر قرار نہیں دیتے کہ اس کا جو اصل محفظ (سی ڈی یا ہارڈ ڈسک وغیرہ) ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ تصویر نہیں، چنانچہ ایک مقالہ نگار لکھتے ہیں:

"بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں کہ TV اور کمپیوٹر کی اسکرین پر جو شکل نظر آتا ہے، وہ تصویر نہیں، بلکہ شعاع ہے............ ان کا استدلال یہ ہے کہ CD میں کوئی تصویر نہیں ہوتی، تو اسکرین پر تصویر کہاں سے آئی؟"

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ بظاہر غلط فہمی پرمبنی ہے، کیونکہ اسکرین کے منظر کو تصویر قرار نہ دینے والے حضرات کا استدلال یہ ہرگز نہیں ہے جو مقالہ نگار نے بیان فرمایا، بلکہ "سی ڈی" اور "اسکرین" کے منظر کو تصویر قرار نہ دینے والے حضرات دونوں میں تصویر نہ ہونے کی وجہ الگ الگ بیان فرماتے ہیں، یعنی وہ یہ فرماتے ہیں کہ سی ڈی یا چپ وغیرہ میں محفوظ ڈیٹا "DATA" تصویر نہیں ہے، کیونکہ سی ڈی وغیرہ میں منظر کی نہ شکل صورت مقید ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا عکس بعینہٖ محفوظ ہوتا ہے، بلکہ عکس کی تفصیل کے مطابق معلومات شعاعی اعداد و شمار (۰۱) کی شکل میں محفوظ ہوتے ہیں، لہٰذا سی ڈی میں تصویر نہ ہونا بالکل واضح اور ظاہر ہے، پھر جب سی ڈی وغیرہ سے انہیں اسکرین یا پردہ پر ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ بھی چونکہ روشنی کے ناپائیدار شعاعی ذرات ناپائیدار شکل میں اسکرین پر ظاہر ہو کر فوراً ہی فنا ہو جاتے ہیں، ایک لمحہ کے لئے بھی یہ ذرات اسکرین وغیرہ پر قائم و ثابت نہیں ہوتے، اس لئے تصویر کی بنیادی شرط (استقرار اور قیام) مفقود ہونے کی وجہ سے اسکرین کا منظر بھی تصویر نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات کا اسکرین کے منظر کو تصویر قرار نہ دینا اس لئے نہیں کہ سی ڈی میں جو کچھ ڈیٹا موجود ہے، وہ تصویر نہیں، بلکہ وہ اسکرین کے منظر کو تصویر کے بنیادی وصف (یعنی قیام و استقرار) مفقود ہونے کی وجہ سے تصویر کے حکم سے خارج قرار دیتے ہیں۔

(ت)... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اسکرین کا منظر حقیقت کے اعتبار سے تصویر ہے، کیونکہ تصویر کے بنیادی اوصاف اس میں موجود ہیں، جیسا کہ اسکرین کے منظر کے بارے میں ایک مقالہ نگار نے لکھا:

(جاری ہے.....)

''شریعت کے احکام ظاہر پر مبنی ہوتے ہیں اور بظاہر تصویر ہی ہے، بلکہ درحقیقت بھی تصویر ہے، کیونکہ تصویر کی بنیادی اشیاء اس میں موجود ہیں، یعنی روشنی کے رنگ اور مصوّر جسم پیش کرنا اور وہ مکمل ہونا اور غایہ کو پہنچنا۔''

ایک اور مقالہ نگار لکھتے ہیں:

''تصویر اس کو کہا جاتا ہے جس کو دیکھ کر کوئی چیز تصور میں آجائے اور وہ کسی چیز کا پورا مثل بنے اور پوری حکایت اور ترجمانی کرے۔''

اس کا تحقیقی جواب مفصل طور پر اُوپر آچکا ہے کہ حقیقت اور نفس الامر میں یہ منظر تصویر نہیں ہے، اس لئے محض ظاہری طور پر تصویر کی طرح نظر آنے کی وجہ سے شرعاً یہ مناظر حرام نہیں ہوں گے، کیونکہ اگر کوئی حقیقت کسی دوسری حقیقت سے مختلف ہو تو محض ظاہری مشابہت کی وجہ سے ایک پر دوسرے کا حکم نہیں لگایا جاتا ہے، بلکہ شے پر حکم اس کی اصل حقیقت کے اعتبار سے لگایا جاتا ہے، محض صورۃً مشابہت یا صورۃً اس سے جڑ کر ہونے کی بنیاد پر نہیں۔ مثال کے طور پر بیع مؤجل (اُدھار بیع کی صورت) میں مبیع کی قیمت بازاری قیمت سے زائد مقرر کرنا باتفاق ائمہ اربعہ جائز ہے، حالانکہ بظاہر یہاں قیمت میں جو زیادتی ہے وہ اجل (خریدار کو ادائیگی میں دی گئی مہلت) کے مقابلہ میں ہے، بلکہ بیع مؤجل میں چیز کی قیمت اُدھار کی مدت کو دیکھ کر ہی طے کی جاتی ہے اور اسی حساب سے نقد کی بہ نسبت اس میں قیمت میں زیادتی کو متعین کیا جاتا ہے۔ اس ظاہر کا تقاضا یہ تھا کہ چونکہ یہ صورت بظاہر سود کی طرح ہے کہ جس طرح سود میں قرض پر اضافی رقم اجل کے مقابلہ میں ہے، اسی طرح یہاں بھی مبیع کی بازاری قیمت سے جو زائد رقم مقرر کی گئی ہے وہ بھی اجل کے مقابلہ میں ہے، اس لئے سود کی طرح یہ بھی بالاتفاق حرام ہو، لیکن چونکہ دونوں معاملے حقیقت اور نفس الامر کے اعتبار سے الگ الگ ہیں کہ ایک میں زر (Money) کا معاملہ زر سے ہے اور دوسرے میں غیر زر (Commodity) کا معاملہ زر سے ہے، اس لئے احکام بھی ان پر الگ الگ جاری ہوئے کہ بیع مؤجل میں زیادہ قیمت مقرر کرنا بالاتفاق جائز اور سود بالاتفاق ناجائز ہے۔ اسی طرح دورِ حاضر میں سرکاری ملازمین بوقت ریٹائرمنٹ حکومت کے ساتھ پنشن بیچنے کا جو معاملہ کرتے ہیں، وہ بھی ظاہر کے اعتبار سے تو بیع ہی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ناجائز ہو، لیکن چونکہ خود حکومت سے اس کی بیع کرنا حقیقت کے اعتبار سے بیع نہیں، صرف نام اور صورت بیع کی ہے، اس لئے علماءِ کرام نے اسے جائز قرار دیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: احسن الفتاویٰ ج:۷ ص:۵۲۲)

دوسرا جواب یہ ہے کہ تصویر کی مذکورہ تعریفیں عکس پر بھی سو فیصد صادق آرہی ہیں، کیونکہ آئینہ وغیرہ کے عکس میں بھی یہ تمام اوصاف موجود ہیں کہ وہ سراسر روشنی کے رنگ پر مشتمل مکمل شکل وصورت ہے، اس کو دیکھ کر ذوالعکس (جس کا عکس ہے وہ) تصور میں آجاتا ہے، نیز آئینہ کا عکس ذوالعکس کا پورا مثل اور اس کی پوری حکایت وترجمانی کرتا ہے، لہٰذا اس تعریف کو تصویر محرم (حرام تصویر) کی تعریف قرار دینا ہی درست نہیں۔ ورنہ عکس بھی تصویر میں داخل ہوکر حرام ہوجائے گا اور آئینہ کے سامنے آنا یا آئینہ دیکھنا شرعاً ناجائز ہونا لازم آئے گا جو کہ ہرگز درست نہیں، کیونکہ عکس میں یہ تمام اوصاف مکمل طور پر موجود ہونے کے باوجود شریعت اسے تصویر قرار نہیں دیتی۔

(جاری ہے۔۔۔)

اور نہ ہی اس پر حرام ہونے کا حکم لگتی ہے، وجہ اس کی بظاہر یہی سمجھ آتی ہے کہ آئینہ میں (مذکورہ اوصاف سے متصف) جو شکل بنی ہے، وہ آئینہ میں قائم و مستقر نہیں، بلکہ در حقیقت روشنی کی شعاعیں ہیں جو آئینہ میں اسی طرح مسلسل پڑ رہی ہیں اور فوراً ہی فنا بھی ہو رہی ہیں جس طرح اسکرین پر نظر آنے والی شکل و صورت ہر دم اور ہر آن فنا ہوتی اور بنتی رہتی ہے، لہٰذا اس تعریف کو تصویرِ محرم کی تعریف قرار دیکر اسکرین کے منظر کو حرام قرار دینا ہمارے نزدیک درست رائے نہیں، بلکہ درست رائے یہ ہے کہ نہ آئینہ کا عکس شرعاً تصویر ہے اور نہ ہی اسکرین کا منظر۔

(ی)... ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا یا پانی پر یہ لکھتا ہے کہ ''میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں'' تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، جبکہ اس کے برخلاف اگر کمپیوٹر یا موبائل پر لکھتا ہے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، معلوم ہوا کہ اسکرین پر ظاہر ہونے والی تحریر معتبر ہے اور جب تحریر معتبر ہے تو اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر بھی تصویر ہے۔ ورنہ دونوں میں فرق کی وجہ کیا ہے کہ کمپیوٹر، موبائل اور ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والی تحریر تو تحریر ہے مگر کمپیوٹر، موبائل یا ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر تصویر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ در حقیقت تحریری طلاق (طلاق بالکتابۃ) کے شرعاً معتبر ہونے یا نہ ہونے کے متعلق فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کی عائد کردہ شرائط ''مستبین، غیر مستبین، مرسوم اور غیر مرسوم وغیرہ کے درمیان فرق کو ملحوظ نہ رکھنے اور دو الگ الگ حقیقتوں کو ایک سمجھ کر ان میں گڈمڈ کر دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ نے بذریعہ تحریر اپنی بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں شرعاً ''تحریر'' معتبر ہونے کے واسطے یہ شرط عائد فرمائی کہ الفاظ طلاق مستبین ہوں یعنی کسی سطح پر اس طرح ظاہر ہوں کہ ان کو پڑھا اور سمجھا جا سکے، خواہ وہ الفاظ اس سطح پر قائم و پائیدار ہوں یا نہ ہوں، یعنی مستبین کی شرط پوری ہونے کے لئے شرعاً یہ شرط نہیں ہے کہ الفاظِ طلاق کو رنگ و روغن یا روشنائی سے کاغذ وغیرہ پر لکھی جانے والی تحریر کی طرح کسی سطح پر لکھا جائے، بلکہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرعاً اس قدر بات بھی کافی ہے کہ الفاظ طلاق عکس کی صورت میں یا عکس کی طرح کسی آئینہ، شیشہ یا اسکرین وغیرہ پر محض اس طرح ظاہر ہو جائے کہ ان الفاظ کو پڑھا اور سمجھا جا سکے۔

(الشرط في الكتابة المقبولة التي هي في حكم الخطاب أن تكون مستبينة و معنونة شرح المجلة (فالمستبينة ما يكتب على الصحيفة والحائط والأرض على وجه يمكن فهمه وقراءته .وغير المستبينة ما يكتب على الهواء والماء وشيء لا يمكن فهمه وقراءته . شامي.)

چونکہ ہوا اور پانی پر لکھی جانے والی تحریر ''غیر مستبین'' ہے یعنی اس میں ''مستبین'' کی شرط موجود نہیں ہے، اس لئے ہوا اور پانی پر لکھی جانے والی تحریر سے طلاق واقع نہیں ہوتی، جبکہ آئینہ، شیشہ یا اسکرین پر ظاہر ہونے والا عکس یا روشنی کے ذرات (Pixels) اگرچہ ان میں قائم و پائیدار نہیں ہوتے، مگر پھر بھی مستبین ہیں، کیونکہ آئینہ، شیشہ اور اسکرین پر انہیں پڑھا اور سمجھا جا سکتا ہے جو مستبین ہونے کے لئے کافی ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں: آنے والی عبارات فقہیہ) (جاری ہے ---)

رہی یہ بات کہ ان دونوں میں فرق کی کیا وجہ ہے کمپیوٹر، موبائل اور ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والی تحریر تو تحریر ہے مگر کمپیوٹر، موبائل یا ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر تصویر نہیں؟ تو دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ تحریری طلاق (طلاق بالکنایۃ) میں تو محض اتنی بات ہی کافی ہے کہ الفاظ طلاق کسی سطح پر اس طرح ظاہر ہو جائیں کہ ان کو پڑھا اور سمجھا جا سکے، مگر تصویر ہونے کے لئے منظر کا کسی سطح پر محض ظاہر اور مستبین ہو جانا کافی نہیں، بلکہ اس کا اس سطح پر قائم اور پائیدار ہونا شرط ہے، ورنہ عکس کو بھی تصویر کہنا پڑے گا، کیونکہ وہ بھی شیشہ وغیرہ چکنی سطح پر ظاہر اور مستبین ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آئینہ، شیشہ یا اسکرین پر ظاہر ہونے والا عکس یا روشنی کے ذرات (Pixels) پر مشتمل منظر اگرچہ آئینہ، شیشہ یا اسکرین پر ظاہر اور مستبین ہوتا ہے مگر ان میں قائم و پائیدار نہیں ہوتا اس لئے اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر شرعاً تصویر کے حکم میں نہیں ہے، اور پیچھے اکابر کرام کی تحریرات کے حوالے سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عکس وغیرہ جب تک کسی سطح پر قائم و پائیدار نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ عکس ہی کے حکم میں ہے، شرعاً تصویر کے حکم میں نہیں، جیسا کہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت تک کہہ جا سکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنا دیا، اسی وقت یہ عکس تصویر بن گیا۔''
(تصویر کے شرعی احکام ص:۵۱)

امداد الاحکام جلد ۴ ص ۳۸۴ پر ہے:

''سب سے بڑا فرق تو دونوں میں یہی ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار نہیں ہوتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کر لیا جاتا ہے۔''

حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ پر لکھتے ہیں:

''تصویر و عکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔''

فی الفتاوی الهندية كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق، (ج ۱/ص ۳۷۸) (الفصل السادس في الطلاق بالكتابة) الكتابة على نوعين مرسومة وغير مرسومة ونعني بالمرسومة أن يكون مصدرا ومعنونا مثل ما يكتب إلى الغائب وغير موسومة أن لا يكون مصدرا ومعنونا وهو على وجهين مستبينة وغير مستبينة فالمستبينة ما يكتب على الصحيفة والحائط والأرض على وجه يمكن فهمه وقراءته وغير المستبينة ما يكتب على الهواء والماء وشيء لا يمكن فهمه وقراءته ففي غير المستبينة لا يقع الطلاق وإن نوى وإن كانت مستبينة لكنها غير مرسومة إن نوى الطلاق يقع وإلا فلا وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو ثم المرسومة لا تخلو أما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأنت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.......

(جاری ہے.....)

وإن كتب إذا جاء ک كتابي هذا فأنت طالق فكتب بعد ذلک حوائج فجاء ها الكتاب فقرأت الكتاب أو لم تقرأ يقع الطلاق كذا في الخلاصة راجع أيضا حاشيه ابن عابدين ج۳ص ۲۴۶

وفي حاشية ابن عابدين ج: ٦ ص: ٧٣٦ ثم اعلم أن هذا في كتابة غير مرسومة أي غير معتادة، لما في التبيين وغيره أن الكتاب على ثلاث مراتب :مستبين مرسوم وهو أن يكون معنونا :أي مصدرا بالعنوان، وهو أن يكتب في صدره من فلان إلى فلان على ما جرت به العادة فهذا كالنطق فلزم حجة .ومستبين غير مرسوم كالكتابة على الجدران وأوراق الأشجار أو على الكاغد لا على الوجه المعتاد فلا يكون حجة إلا بانضمام شيء آخر إليه كالنية والإشهاد عليه والإملاء على الغير حتى يكتبه لأن الكتابة قد تكون للتجربة ونحوها، وبهذه الأشياء تتعين الجهة وقيل الإملاء بلا إشهاد لا يكون حجة والأول أظهر. وغير مستبين كالكتابة على الهواء أو الماء وهو بمنزلة كلام غير مسموع ولا يثبت به شيء من الأحكام وإن نوى اهـ. والحاصل أن الأول صريح والثاني كناية والثالث لغو .وبقي صورة رابعة عقلية لا وجود لها وهي مرسوم غير مستبين وهذا كله في الناطق ففي غيره بالأولى، لكن في الدر المنتقى عن الأشباه أنه في حق الأخرس يشترط أن يكون معنونا وإن لم يكن لغائب اهـ .وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر .راجع أيضا شرح المجلّه ج ۱ ص ۱۹۰

خلاصۂ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے تحت حاصل شدہ مناظر اسکرین میں نظر آنے کی حد تک نہ تو بعینہٖ حقیقی تصاویر ہیں اور نہ بعینہٖ عکس اور سایہ ہیں، بلکہ اشبہ بالعکس ہیں (یعنی ان مناظر کی مشابہت عکس کے ساتھ زیادہ ہے) ہمارے نزدیک یہی رائے راجح ہے اور ہمارے نزدیک اسی رائے کو اختیار کرنے میں احتیاط ہے کہ اسکرین کا منظر شرعاً تصویر نہیں ہے۔ تاہم ہمیں ایک اعتبار سے احتیاط اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینے والے حضرات کی رائے میں اور دوسرے لحاظ سے بوقت ضرورت ان مناظر کو استعمال کرنے کی شرعاً گنجائش سمجھنے والے حضرات کی رائے میں معلوم ہوتی ہے، اس لئے جو حضرات ان آراء میں سے کسی بھی رائے سے متفق ہوں اور عمل کریں تو اس کی گنجائش ہے، کوئی بھی ہمارے نزدیک مستحق ملامت نہیں۔

(۳)...دورِ حاضر میں ٹی وی کے استعمال کا شرعی حکم

ٹیلی ویژن اپنی ذات کی حد تک دور تک معلومات فراہم کرنے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے، جس کا جائز اور ناجائز دونوں طرح کا استعمال ممکن ہے، جیسے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور کمپیوٹر وغیرہ یا انٹرنیٹ سروس کے مختلف آلات ہیں، لہٰذا ٹی وی کو محض ایک آلہ ہونے کی حیثیت سے شرعاً ناجائز نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کا جائز استعمال جائز اور ناجائز استعمال ناجائز ہوگا۔

(جاری ہے......)

لیکن اس وقت یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن کا غالب استعمال ناجائز مقاصد میں ہو رہا ہے، اگرچہ اس کا کچھ جائز اور مفید استعمال بھی موجود ہے جہاں اس کو مفاسد ومنکرات کے بغیر استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً ہوائی اڈوں اور اسٹیشنوں پر مختلف اعلانات، مختلف فلائٹوں اور ریلوں کے اوقات سمیت دیگر معلومات فراہم کرنے کی غرض سے استعمال کرنا، مختلف پلانٹ وغیرہ کی نگرانی کے واسطے کلوز سرکٹ ٹی وی کا استعمال وغیرہ، نیز قابل اعتماد ذرائع کے مطابق اس وقت سعودی عرب وغیرہ میں کچھ ٹی وی چینلز ایسے بھی موجود ہیں، جہاں مفاسد ومنکرات (شرعی خرابیوں) کے بغیر دینی پروگرام اور جائز تدریسی مقاصد کے لئے ٹی وی کو استعمال کیا جا رہا ہے، تاہم چونکہ اس وقت عام ٹی وی کا غالب اور زیادہ تر استعمال بے حیائی اور گناہ کے کاموں میں ہو رہا ہے اور اس کی نشریات بے شمار حرام، ناجائز اور اخلاقی ومعاشرتی برائیوں پر مشتمل ہیں، اس لئے سدّ اللذرائع (یعنی اس خطرہ کے پیش نظر کہ یہ مباح اور جائز چیز کسی ناجائز اور حرام کام کا ذریعہ نہ بن جائے) دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ آج تک یہ رہا ہے کہ موجودہ حالات میں ٹی وی گھر پر رکھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ جب گھر پر ٹی وی موجود ہوگا تو بیوی بچوں سے یہ توقع مشکل ہے کہ وہ صرف ایسے چینلوں کو دیکھیں جو منکرات سے پاک ہیں، جبکہ ایسے چینلز پاکستان میں فی الحال غالباً موجود بھی نہیں۔ اور دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے اس موقف میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، البتہ اکابر جامعہ دارالعلوم کراچی کی نظر میں ٹی وی کے ناجائز ہونے کی وجہ تصویر نہیں۔ (کیونکہ ٹی وی اسکرین پر جو شکلیں نظر آتی ہیں، وہ شرعاً تصویر کے حکم میں نہیں ہیں، جس کی تفصیل پیچھے آچکی ہے۔) بلکہ وہ مفاسد ومنکرات (یعنی ناجائز کام ہیں) جن پر موجودہ حالات میں ایک عام ٹی وی کی نشریات مشتمل ہیں، چنانچہ اگر کوئی ٹی وی چینل ان مفاسد ومنکرات سے پاک ہو یا کوئی عالم دین ممکنہ احتیاطوں کے ساتھ، مفاسد سے احتراز کرتے ہوئے، دینی ضرورت سے متعلق اُمور بیان کرنے کے لئے ٹی وی چینلز پر آئے یا ٹی وی پروگرام میں کوئی وعظ ونصیحت کی بات کرے، دعوت وتبلیغ کا کام انجام دے یا جائز تدریسی مقاصد کے لئے اسے استعمال کرے تو ان کے اس کام کو تصویر کی بنیاد پر ناجائز نہیں کہا جائے گا اور اس مبلغ کے بیان کو سننا اور دیکھنا تصویر کی وجہ سے ناجائز بھی نہیں ہوگا۔

خیال رہے کہ یہ رائے صرف دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے اکابر اور مفتیان کرام ہی کی نہیں، بلکہ دورِ حاضر کے بہت سے دوسرے اکابر اور محققین کی رائے بھی یہی ہے یا اسی جیسی ہے، بطور نمونہ چند رائیں ذیل میں پیش خدمت ہیں:

”ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال کے اہم موضوع پر ”ادارہ مباحث فقہیہ جمعیت علماء ہند“ کا آٹھواں فقہی اجتماع ”مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ ہال“ بنگلور میں ۱۹،۱۸،۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا، اس سہ روزہ فقہی اجتماع کا آغاز حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوا، جس میں پورے ملک سے ایک سو پچاس (۱۵۰) سے زائد اصحاب افتاء، ارباب علم ودانش اور علماء کرام نے شرکت کی، اور موضوع کے بارے میں قیمتی مقالات اور آراء پیش ہوئیں، (جاری ہے……)

اس موقع پر جب ٹیلی ویژن کے متعلق مولانا مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی نے اپنے مقالہ میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا کہ پروگرام چاہے براہ راست نشر ہو یا بالواسطہ دونوں صورتیں تصویر کشی کے ذیل وتعریف میں آتی ہیں، لہذا ٹیلی ویژن کا استعمال کسی طرح جائز نہیں، وہ ناجائز اور حرام ہے، تو مقالہ نگار کے مقالے پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا:

''اتنی شدت مناسب نہیں ہے، ہر چیز کو قطعی حرام قرار دینے سے کام نہیں چلے گا، علماء کو امت کو انتشار سے نکالنے کی صورت پر توجہ دینی چاہئے، لوگ ٹیلی ویژن پر قادیانیوں، عیسائیوں کی طرف سے نشر ہونے والے پروگراموں کو دیکھ کر مرتد ہو رہے ہیں، کیا لوگوں کو ارتداد سے بچانے اور ان تک صحیح معلومات پہنچانے کے لئے ایسی صورت نہیں نکالی جاسکتی ہے جیسی کہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ کے لئے تصویر کے سلسلے میں نکالی گئی ہے؟ (پھر فرمایا کہ) کیا نفلی حج، عمرہ یا اسفار کے لئے تصویر کھینچنے کھنچوانے کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرلیا گیا ہے؟ کیا یہ ضرورت، ضرورت اضطراری کے ذیل میں آتی ہے؟.........

مذکورہ بالا سہ روزہ فقہی اجتماع کی دوسری نشست کا آغاز حضرت مولانا محمد سالم قاسمی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند کی صدارت میں ہوا، اس موقع پر صدر اجلاس حضرت مولانا محمد سالم قاسمی دامت برکاتہم نے اپنے صدارتی کلمات میں بدلتے ہوئے حالات میں نئی ایجادات سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے استعمال کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

''اسلام ایک عالمی مذہب ہے، اسے تمام انسانوں تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن جائز طریقہ وذریعہ اختیار کیا جائے (مزید فرمایا کہ) مسئلے کا مدار پروگرام پر ہے، جس کو دیکھنا سننا جائز ہے، اس کا نشر بھی جائز ہے، جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی نے جو صورت حال پیدا کردی ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے مسئلے کا حل نکالنا اصحاب علم وافتاء کی ذمہ داری ہے۔''

اس کے بعد حضرت مولانا سالم قاسمی دامت برکاتہم ٹیلی ویژن کے متعلق اپنی رائے یوں پیش فرماتے ہیں:

''ٹیلی ویژن وغیرہ فی نفسہ آلۂ اشاعت ومعلومات ہے، اس سے شر کی بھی اشاعت ہوتی ہے اور خیر کی بھی، اسے مطلقاً ناجائز قرار دینا صحیح نہیں ہے، اس لئے جو باہر جائز ہے وہ آلہ کے اندر بھی جائز ہوگا۔ الیکٹرانک میڈیا کی اثر انگیزی اور وسعت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس پر باطل کی تردید کے ساتھ اسلام کی تعلیمات کو اس قوت سے پیش کریں کہ دشمنان اسلام دفاعی پوزیشن میں آجائیں۔''

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ لاہور ''ٹی وی'' کے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''ٹی وی، وی سی آر ان آلات میں سے نہیں ہیں، جو صرف لہو ولعب یا گانے بجانے اور کسی گناہ کے کام کے لئے بنائے گئے ہیں، بلکہ ریڈیو، ٹیلیفون، تار کی طرح آواز وصورت کو دور تک پہنچانے کے لئے ہیں، خواہ ان سے اچھے کاموں میں یہ کام لیا جائے یا برے کاموں میں۔ جائز میں یا ناجائز میں،

(جاری ہے——)

[redacted]

ان کا حکم آلات لہو ولعب اور گانے کے آلات کا نہیں ہو سکتا کہ جن پر نیک کاموں کی بے حرمتی بنتی ہو، ان میں ہر مباح کام بھی جائز اور نیک کام بھی جائز ہے، قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس کے استعمالات بعض حلال بعض حرام ہوں یا کچھ حلال اور بہت کچھ حرام بھی ہوں تو حلال صورت کی وجہ سے اس کا رکھنا، مرمت کرنا، خریدنا، فروخت کرنا سب جائز ہیں۔ (الاشرف جلد ۳ ش ۱۲ شعبان ۱۴۰۹ھ صفحہ ۲۳)

حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ اپنے اسی فتویٰ میں مزید لکھتے ہیں:

''مختصر حکم اس کا یہی ہے کہ جو جو کام باہر حرام یا مکروہ تحریمی بلکہ کفر و شرک تھے، وہ اس میں بھی حرام، مکروہ اور کفر و شرک ہوں گے، اور جو کام باہر جائز تھے، اس میں بھی جائز رہیں گے، کیونکہ خود یہ آلہ حرام کا آلہ نہیں ہے، بلکہ جیسے ٹیلیفون کہ آواز کو دور تک اور لاؤڈ اسپیکر بھی دور تک اور بلند کر کے پہنچانے کا آلہ ہیں اور ان کا استعمال حلال میں حلال، حرام میں حرام، مکروہ میں مکروہ، کفر و شرک میں کفر و شرک ہے، ایسے ہی اس کا حال ہے، یہ بھی آواز اور تمام چیزوں کی شکلوں اور آوازوں کو دور تک پہنچانے کا آلہ ہے، حلال میں حلال، حرام میں حرام، مکروہ میں مکروہ، جائز میں جائز اور ثواب میں ثواب ہے۔ (الاشرف جلد ۳ ش ۱۲ شعبان ۱۴۰۹ھ صفحہ ۵۸)

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کی طرف سے ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی'' کی تیسری نشست کے موقع پر جو مقالہ پیش کیا گیا تھا، اس کے صفحہ نمبر ۵ پر حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حاصل یہ کہ ان تفصیلات کو دیکھتے ہوئے یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ ہم ہر محاذ پر اسلام اور اہل اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے کردار ادا کریں، بالخصوص الیکٹرانک میڈیا سے شریعت و اخلاق کے دائرے میں رہ کر استفادہ کرتے ہوئے دشمن کے خلاف اسی کا آزمودہ ہتھیار استعمال کر لیا جائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے۔''

خیال رہے کہ حضرت مفتی شامزئی صاحب رحمہ اللہ موجودہ حالات میں الیکٹرانک میڈیا (مثلاً ٹی وی وغیرہ) سے شریعت و اخلاق کے دائرے میں رہ کر استفادہ کرنے کو جائز اور مباح سمجھتے تھے، لیکن اس اباحت اور گنجائش کو فتویٰ کی صورت میں بیان کرنے کو مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے، جبکہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ سمیت بہت سے دوسرے اکابر اس اباحت اور گنجائش کو فتویٰ کی صورت میں بیان کرنے کی بھی نہ صرف گنجائش سمجھتے ہیں بلکہ اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہیں اور عملی طور پر انہوں نے اس مؤقف کی اشاعت بھی فرمائی۔

واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/۹/۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر ۱/۱۰۹۸)

(جاری ہے.....)

جواب:- مکرم بندہ جناب آفتاب احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا گرامی نامہ باعثِ مسرت ہوا، آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ شریعت

الجواب صحیح
بندہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
۱۹/۹/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۵/۱۰/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲۲/۹/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
۲۲/۹/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفی عنہ
۲۲/۹/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۱/۹/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
عزیز الرحمٰن
۲۲/۹/۱۴۲۹ھ

خدمت شریعت کی خلاف ورزی کر کے نہیں کی جا سکتی نہ ہم اس کے مکلف ہیں کہ شر